



بلوچستان صوبائی اسمبلی

کارروائی اجلاس
منعقدہ پینچشنبہ، مورخہ ۱۹ جون ۱۹۸۶ء

صفحہ	مستدرجات	نمبر شمارہ
۳	تلاوتِ قرآن پاک و ترجمہ	(۱)
۴	وقفہ سوالات (نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات)	(۲)
۲۶	قلیل المیعاد سوال اور اس کا جواب	(۳)
۳۱	رخصت کی درخواستیں -	(۴)
۳۳	بجٹ پر عام بحث -	(۵)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

- ۱- مسٹر اسپیکر
۲- مسٹر ڈپٹی اسپیکر
مسٹر محمد سرور خان کاکڑ
آغا عبدالظہار

افسران اسمبلی

- ۱- سیکرٹری
۲- ڈپٹی سیکرٹری
مسٹر اختر حسین خان
محمد حسن شاہ

معزز اراکین اسمبلی جنہوں نے آج کے اجلاس میں شرکت کی

- ۱- مسٹر فضیلہ عالیانی
۲- مس آغا پیر سی گل (وزیر)
۳- مسٹر آبادان فریدون آبادان (مشیر)
۴- میر عبدالغفور بلوچ (پارلیمانی سیکرٹری)
۵- میر عبدالکریم نوشیروانی (")
۶- میر عبدالمجید بزنجو (")
۷- میر عبدالنبی جمالی (وزیر)
۸- آغا عبدالظہار
۹- میر احمد خان زمہری
۱۰- سردار احمد شاہ کھیتران وزیر
۱۱- مسٹر ارجمند داس بگٹی
۱۲- مسٹر عصمت اللہ خان موکھی
۱۳- سردار بہادر خان بنگلڑی (وزیر)
۱۴- مسٹر بشیر مسیح (پارلیمانی سیکرٹری)
۱۵- سردار چاکر خان ڈومکی
۱۶- سید داد کریم
۱۷- سردار دینار خان کرد
۱۸- حاجی عید محمد نوتیزئی

- ۲۰۔ سردار نثار علی پاریانی سیکرٹری) ۳۰۔ حاجی محمد شاہ مردان زئی
 ۲۱۔ جام میر غلام قادر خان (دزیرا علی) ۳۱۔ سردار محمد یعقوب خان ناصر (دزیرا)
 ۲۲۔ ملک گل زمان خان کاسی (مشیر) ۳۲۔ ملک محمد یوسف پیر علی زئی (۱۱)
 ۲۳۔ میر ہمایوں خان مری (دزیرا) ۳۳۔ مسز ناصر علی بلوچ (پاریانی سیکرٹری)
 ۲۴۔ مسز اقبال احمد کھوسو (پاریانی سیکرٹری) ۳۴۔ میر نواز احمد خان مری (۱۱)
 ۲۵۔ سردار خیر محمد خان ترین ۳۵۔ میاں سیف اللہ خان پراچہ (دزیرا)
 ۲۶۔ میر محمد علی رند ۳۶۔ نواب تیمور شاہ جوگیزی (دزیرا)
 ۲۷۔ ڈاکٹر محمد حیدر بلوچ (سیکرٹری) ۳۷۔ پرنس یحییٰ جان
 ۲۸۔ ارباب محمد نواز خان (دزیرا) ۳۸۔ سردار نواب خان ترین
 ۲۹۔ میر محمد نصیر مینگلا (دزیرا)
-

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا بجٹ اجلاس

اسمبلی کا اجلاس بروز پچھنہ مورخہ ۱۹ جون ۱۹۸۶ بوقت دس بجے صبح زیر صدارت سر طہ سہرورد خان کا کرد اسپیکر منعقد ہوا

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از قاری سید افتخار احمد کاظمی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ رَبَّكُمْ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی
عَلٰی الْعُرْسِیْنِ فَمَ یَغْشٰی اللَّیْلَ النَّجْمَ اَیُّهَا الَّذِیْنَ لَا یَدْرُوْنَ
وَالنَّجْمَ مَسْحُوْرًا بِاَمْرِ رَبِّ اَلَّا لَهٗ اَنْخَلِقُ وَاَلَمْ نَبَارِكْ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ
اَوْ عُوْرَتِكُمْ تَفْرَعًا وَّخَفِیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِلِیْنَ ۝ وَلَا تَقْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ
بَعْدَ اَصْلَاحِهَا اِذْ عُوْرَةٌ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۝ اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝
(پ ۴ ع ۵۴) (سورۃ الاعراف ۵۴-۵۵)

ترجمہ :- یقیناً تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں
پیدا کیا۔ پھر عرش پر قائم ہوا۔ چھپا دیتا ہے شب سے دن کو ایسے طور پر کہ
وہ شب اس دن کو جلد ہی آ لیتی ہے اور سورج اور چاند اور درمیانے تاروں
کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔ یاد رکھو اللہ ہی

کیلئے خاص ہے، خالق ہونا اور حاکم ہونا۔ بڑی خوبیوں کے بھرے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو تمام عالم کے پروردگار ہیں۔ دعا کیا کر دے، تزلزل ظاہر کر کے بھی اور چپکے چپکے بھی۔ واقعی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند کرتے ہیں جو حداب سے نکل جائیں اور زمین میں فساد نہ مچاؤ۔ جبکہ اس کی درستگی کر دی گئی ہے اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس سے ڈرتے رہو اور امیدوار رہتے ہوئے، یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت، نیک کام کرنے والوں سے نزدیک ہے (دَمَا عَلٰی الرَّسُوْلِ الْاَلَا الْبِلَاغُ)

وقفہ سوالات

مسٹر اسپیکر :- اب دفعہ سوالات ہے پہلا سوال سردار چاکر خان ڈومکی کا ہے

۲۰۰۔ سردار چاکر خان ڈومکی :- کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم یہ بتائیں گے کہ :-

”سبی ڈویژن میں سال ۱۹۸۰ء سے مئی ۱۹۸۶ء تک کون کونسی اسکیم ہائے آبپاشی و آبپاشی مکمل کی گئی ہیں۔ اور تخمینہ لاگت کیا ہے۔ نیز کن کن اسکیموں پر کام جاری ہے اور ان کا تخمینہ لاگت کیا ہے ؟ تفصیلات سے آگاہ فرمائیں۔“

وزیر آبپاشی و برقیات :- سال ۱۹۸۰ء سے مئی ۱۹۸۶ء تک سبی ڈویژن کے ضلع نصیر آباد میں آبپاشی کی مندرجہ ذیل اسکیمیں مکمل کی گئی ہیں۔ نیز تخمینہ لاگت ہر ایک کے سامنے درج ہے۔

۶۱ لاکھ

نمبر ۱ مضمون آبپاشی ڈیرہ مراد جمالی۔ مرحلہ عمل

- نمبر ۲- منصوبہ آبپاشی بیرون پٹ فیڈر منجھو ایریا ۲۹، ۲۸ لاکھ
 نمبر ۳- منصوبہ آبپاشی ڈیرہ مراد جمالی ۲۸ لاکھ
 نمبر ۴- منصوبہ آبپاشی چھتر ۲ لاکھ
 نمبر ۵- سنگن سیلابہ منصوبہ آبپاشی ۲۵، ۲۶ لاکھ

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل آبپاشی و آبپاشی کی سکیموں پر کام جاری ہے۔ نیز تخمینہ ہر اسکیم کے سامنے درج ہے۔

- نمبر ۱- منصوبہ آبپاشی جھٹ پٹ ۸۹، ۹۱ لاکھ
 نمبر ۲- منصوبہ آبپاشی صحبت پور ۶۵، ۶۷ لاکھ
 نمبر ۳- منصوبہ آبپاشی میرواہ گوٹھ سردار مہم خان ۲۰ لاکھ
 نمبر ۴- منصوبہ آبپاشی بیرون پٹ فیڈر (نگی ایریا) ۲۰، ۲۱ لاکھ
 نمبر ۵- برجی نمبر ۱۷۱ پٹ فیڈر میں کینال
 منصوبہ بجالی ذیلی شاخ ہائے کیرتھر کینال
 منصوبہ آبپاشی ۱۵۱ لاکھ

سب ڈویژن میں ۱۹۸۰ سے ۱۹۸۶ تک مندرجہ ذیل سکیمیں مکمل کی گئی ہیں
 نیز تخمینہ لاگت ہر ایک کے سامنے ہے۔

آبپاشی منصوبہ جات رسی ایریگیشن ڈویژن

سال تکمیل	تخمینہ لاگت	نام اسکیم	نمبر
۱۹۷۹-۸۰	۱۷۷۴۷۴۶/-	منصوبہ آبپاشی لڑک	۱- نمبر
//	۷۳۵۱۰۸/-	منصوبہ آبپاشی کوٹک	۲- نمبر
//	۶۷۵۹۵۸/-	منصوبہ آبپاشی لونی	۳- نمبر
//		منصوبہ آبپاشی دھیال کلاں	۴- نمبر
//	۷۳۵۰۰۰/-	پیروں پمپ	
//	۲۷۳۷۰۰۰/-	منصوبہ آبپاشی تلی تامل	۵- نمبر

سال تکمیل	تخمینہ لاگت (۶)	نام اسکیم	نمبر
۱۹۸۱-۸۲	۶۷۱۵۰۵۰۰/-	منصوبہ آبپاشی کبیرا غلام بونک وشکر خان	۶
۱۹۸۲-۸۳	۶۲۵۰۰۰۰/-	منصوبہ آبپاشی سبی فہرہ درم	۷
//	۲۲۰۰۰۰۰/-	منصوبہ آبپاشی توسیع/کنکشن بقام گاؤں تلی دہلی گوگج	۸
۱۹۸۰-۸۱	۵۲۰۰۰۰۰/-	منصوبہ آبپاشی سنی بھاگ	۱
۱۹۸۳-۸۴	۱۳۰۰۰۰۰/-	منصوبہ آبپاشی چھ	۲
۱۹۸۴-۸۵	۲۱۱۷۰۰۰/-	منصوبہ آبپاشی بیلپٹ	۳
		آبپاشی منصوبہ جات سبی ایریگیشن ڈویژن	
۱۹۷۹-۸۰	۲۰۸۰۰۰۰/-	بجالی وورنگلی درم تنگی ایریگیشن اسکیم	۱
۱۹۸۰-۸۱	۶۹۵۰۰۰۰/-	گوگی ڈیلے ایکشن ڈیم	۲
۱۹۸۲-۸۳	۸۹۳۲۰۰۰/-	کراس ڈرینج منجک نالہ	۳
۱۹۸۳-۸۴	۹۳۰۰۰۰۰/-	نارن تنگی ایریگیشن اسکیم	۴
۱۹۸۴-۸۵	۵۰۰۰۰۰۰/-	مرمت/توسیع/بجالی سندھین قلی اور باوند تنگی	۵
۱۹۸۳-۸۴	۱۳۳۸۰۰۰۰/-	دوبارہ بجالی درم تنگی ایریگیشن اسکیم	۶
//	۹۱۱۰۰۰۰/-	دوبارہ بجالی سنرد ایریگیشن اسکیم	۷
۱۹۸۳-۸۴	۲۷۰۰۰۰۰/-	دوبارہ بجالی گچینہ ایریگیشن اسکیم	۸

سال تکمیل	تخمینہ لاگت	نام اسکیم	نمبر
۱۹۸۳-۸۲	۴۰۰۰۰/-	دوبارہ بجالی پونگ دیالہ ایریگیشن اسکیم	۹-
/	۲۰۰۰۰/-	دوبارہ بجالی گندھیری دیالہ ایریگیشن اسکیم	۱۰-
//	۱۴۰۰۰۰/-	دوبارہ بجالی ٹومی دیالہ ایریگیشن اسکیم	۱۱-
//	۷۷۲۰۰۰/-	دوبارہ بجالی ورجو ۲ ایریگیشن اسکیم	۱۲-
آبی پاشی منصوبہ جات (کچی ایریگیشن ڈویژن)			
۱۹۸۰-۸۱	۸۰۰۰۰/-	منصوبہ آبپاشی سردارواہ میرواہ	۱-
۱۹۸۲-۸۲	۳۱۰۰۰۰/-	منصوبہ آبپاشی سری	۲-
۱۹۷۹-۸۰	۳۱۲۶۰۰۰/-	بجالی سیلاب نقصان منصوبہ آبپاشی گنگی	۳-
۱۹۸۲-۸۲	۲۲۲۶۰۰۰/-	بجالی سیلاب بچاؤ سیلاب برائے صاحبی خیم	۴-
۱۹۸۲-۸۵	۱۰۶۹۰۰۰/-	دوبارہ آباد کاری منصوبہ بی بی نالی	۵-
//	۱۳۶۷۰۰۰/-	دوبارہ آباد کاری منصوبہ بی بی نالی	۶-
//	۵۱۰۰۰۰/-	دوبارہ آباد کاری منصوبہ مشکان نالہ	۷-
//	۷۱۲۰۰۰/-	دوبارہ آباد کاری منصوبہ بولان ڈیر	۸-
مندرجہ ذیل منصوبہ جات پر کام جاری ہے (سی ایریگیشن ڈویژن)			
۱۹۸۶-۸۷	۲۰۰۰۰۰/-	منصوبہ آبپاشی گلوشہر	۹-
//	۱۶۰۰۰۰/-	منصوبہ آبپاشی کوا ساس	۱۰-
۱۹۸۵-۸۶	۵۰۰۰۰۰/-	منصوبہ آبپاشی زیارت	۱۱-
آبی پاشی منصوبہ جات (سی ایریگیشن ڈویژن)			
۱۹۸۵-۸۶	۱۲۰۰۰۰۰/-	تعمیر میڈوال شین کچھ	۱۲-

سال تکمیل	تخمینہ لاگت	(۸)	نام اسکیم
۱۹۸۵-۸۶	۳۰۱۰۰۰/-		مرمت ہیڈ ویئر چینل کو اس نمبر ۲
۱۹۸۶-۸۷	۲۲۳۰۰۰/-		تور شور ایریگیشن اسکیم نمبر ۳
			آبپاشی منصوبہ جات (کچھی ایریگیشن ڈویژن)
۱۹۸۵-۸۶	۲۹۱۲۰۰۰/-		لائنگ آف سنی چینل نمبر ۱
۱۱	۱۳۷۶۰۰۰/-		دوبارہ آباد کاری منصوبہ کھجورکی نمبر ۲

سردار میر چاکر خان ڈومکی (ضمنی سوال)

جناب والا! سیلابہ منصوبہ پر سڑک لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں اور صاحب اس کے لئے دورہ کر گئے کہ آیا یہ رقم صحیح ہوئی ہے یا نہیں۔

سردار محمد یعقوب خان ناصر (وزیر آبپاشی و برقیات)

جناب والا! ممبر کی تجویز کے مطابق وہاں کا دورہ کیا جائے گا۔ معلومات کی جائیں گی اور آپ کی تسلی کی جائے گی۔

سردار چاکر خان ڈومکی (ضمنی سوال)

جناب والا! واٹر سپلائی اسکیم بریلپٹ پر چالیس لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ یہ چھتر نالہ پر بنائی گئی ہے۔ جناب والا! چھتر نالہ ایسا نالہ ہے جو مستقل نہیں ہے جب بارش ہوتی ہے تو پانی آتا ہے۔ ۲۷ تاریخ کو جناب نے وہاں کا دورہ کیا۔ اور ۲۹ تاریخ کو وہاں کا پانی کم ہو گیا۔ کیا یہ درست ہے۔

وزیر آبپاشی و برقیات

جناب والا! میں عمیر موصوف سے کہوں گا کہ وہ اس کے لئے فرینش سوال کریں، ۱۳ اہم انہیں تفصیل سے جواب دے سکیں۔

سردار چاکر خان ڈومکی :- (ضمنی سوال)

جناب والا! لنگی پرجو تقریباً اکتیس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں کیا وزیر صاحب بتا سکتے ہیں کہ اس پر کتنی دفعہ کام ہوا ہے؟

وزیر آبپاشی و برقیات :- جناب والا! پھر میں یہی کہوں گا کہ وہ اس کے لئے نیا سوال بھیجیں۔ تاکہ ہم انہیں تفصیلاً جواب دیں۔

۲۱۰ سردار میر چاکر خان ڈومکی :- کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے

”سال ۱۹۸۰ سے ستمبر ۱۹۸۶ تک، ناڑی ندی چھتر ندی، مولانڈی اور تلی ندی میں پھرتہ جات (SPARS) اور چھیرگان (ورک چارج لیبر) پر کس قدر اخراجات ہوئے ہیں۔ نیز عملہ کی تفصیل سے بھی آگاہ کیا جائے“

وزیر آبپاشی و برقیات :- ضلع نصیب آباد سے متعلق ”ندی چھتر“ پر دوران

۱۹۸۰ تا ۱۹۸۶ اخراجات (SPARS) اور چھیرگان (ورک چارج لیبر) خرچ نہیں ہوا۔
صوبی ایریگیشن ڈویژن

ناڑی ندی اور تلی ندی میں دوران ۱۹۸۰ تا ۱۹۸۶ کوئی تبدیلی نہیں کیا

گیا۔ ناڑی ندی پر فلڈ کے دوران کوئی اتفاقہ لیبر نہیں رکھا گیا۔ نیز ناڑی کا ہیڈ ورک پر مستقل عملہ درج ذیل ہے۔

نمبر ۱-	سب انجینر	۱
نمبر ۲-	گیج ریڈرز	۳
نمبر ۳	دیوچ آپریٹر	۱
نمبر ۴-	ریگولیٹر سٹیلار	۲

مارچ ۱۹۸۶ میں محکمہ آبپاشی نے NES PAK فرم کے توسط سے ناڑی ہیڈورکس کی مرمت و توسیع پر ایک کروڑ دس لاکھ روپے کی لاگت سے کام شروع کیا ہے۔
 فروری ۱۹۸۶ میں KEY POINT کے لئے ۵۵ کروڑ روپے عملے تعینات کیا گیا ہے۔
کچی ایریگیشن ڈوئین

۱۹۸۰ سے مئی ۱۹۸۶ تک ضلع کچی بمقام ڈھاڈر میں مولانڈی پر کسی قسم کی کوئی رقم برائے خرچ نہیں کی گئی۔

آغا عبدالظاہر:- مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وزیر صاحب کی معلومات کتنا کم ہیں۔ کچی بمقام ڈھاڈر ندی بولان ہے۔ جبکہ مولانڈی اس سے ڈیڑھ میل دور ہے۔

وزیر آبپاشی و برقیات:- یونٹ میں کوئی غلطی ہو گئی ہوگی۔ محزر کن اس کی تصحیح کر لیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔

۲۰۲۔ سردار میر چا کر خان ڈومکی :- کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کم بتائیں گے کہ:-

”سال ۱۹۷۰ سے مئی ۱۹۸۶ تک ناڑی ندی، ہڑی ندی، پھتر ندی، مولانڈی اور تلی ندی میں سیلابی پانی کن کن تاریخوں میں آیا۔ اور ہر دفعہ کس مقدار میں پانی کا اخراج رہا۔ تفصیلات سے آگاہ فرمائیں“

وزیر آبپاشی و برقیات:- ضلع نصیر آباد سے پھتر ندی کا گیج اور ڈیپ چارج (اخراج) کے تعلق کوئی ریکارڈ موجود نہیں۔ تلی ندی میں نہ ہی گیج نصب کیا گیا ہے اور نہ ہی

(۱۱)
وہاں کوئی گیج ریڈر ہے اس لئے کوئی ریکارڈ نہیں البتہ ۱۹۷۰ سے مئی ۱۹۸۶ تک ناٹری
ندی پر انتہائی سیلاب مندرجہ ذیل تاریخوں میں آئے۔

ڈسپچارج	تاریخ
۸۰۳۲۷ کیوسک	۲۶-۸-۷۰
// ۳۲۵۵۱	۲۰-۷-۷۱
// ۲۶۲۵۲	۶-۷-۷۲
// ۷۵۵۲۶	۶-۷-۷۳
// ۲۶۳۵۰	۱۲-۷-۷۴
// ۸۲۲۲۸	۲۰-۸-۷۵
// ۱۲۸۰۰۰	۶-۹-۷۶
// ۳۳۳۵۲	۱۸-۷-۷۷
// ۱۲۸۹۸۹	۷-۷-۷۸
// ۲۵۳۸۷	۵-۸-۷۹
// ۸۰۲۲۸	۳۱-۱۰-۸۰
// ۸۶۰۲۰	۲۵-۷-۸۱
// ۸۶۰۲۰	۳-۸-۸۲
// ۱۸۰۰۰۰	۲-۸-۸۳
// ۲۵۳۸۷	۲۲-۸-۸۴
// ۱۸۰۰۰۰	۱۹-۷-۸۵

کچھی ایئر گیٹیشن ڈویژن :- چھ ندى کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں
لہڑی ندى اور مولاندى میں درج ذیل تاریخوں میں زیادہ سے زیادہ سیلابی پانی آیا

مولاندى		لہڑی ندى	
تاریخ	ڈسپچارج	تاریخ	ڈسپچارج
۲-۳-۷۹	۲ کیوسک	۲-۷-۷۸	۷۳۲۰۰ کیوسک

(۱۲)

سپتیمی نڈی

مولانڈی

تاریخ	ڈسپانچر	تاریخ	ڈسپانچر
۲۱-۸-۷۸	۲۵۲۰۰ کیوسک	۲۳-۷-۸۰	۱۰۰۰ کیوسک
۲-۹-۷۸	۵۲۸۰۰	۱۲-۳-۸۱	۲۸
۹-۸-۷۸	۷۰۰۰۰	۲-۸-۸۲	۲۰۰
۷-۹-۷۸	۳۰۰۰۰	۱۳-۹-۸۳	۱۲۰
۱۱-۷-۸۰	۲۸۰۰۰	۲-۸-۸۲	۲۸۰
۲-۵-۸۰	۳۰۰۰۰	۱۲-۹-۸۲	۹۰
۲۷-۷-۸۱	۹۰۰۰۰	۹-۷-۸۵	۹۰
۲۳-۵-۸۲	۱۸۰۰۰	۹-۱۰-۸۵	۵۰۲
۲۲-۷-۸۲	۳۵۰۰۰		
۱۲-۸-۸۲	۷۰۰۰۰		
۲۲-۷-۸۳	۱۲۵۰۰۰		
۸-۸-۸۳	۷۵۰۰۰		
۲۷-۷-۸۳	۲۵۰۰۰		
۱۲-۸-۸۳	۲۸۰۰۰		
۲۹-۹-۸۳	۲۰۰۰۰		
۲۱-۷-۸۵	۱۷۰۰۰		
۱۵-۷-۸۵	۲۵۰۰۰		
۵-۸-۸۵	۲۰۰۰۰		

سر دار میر جا کر خان ڈومکی :- جناب والا! یہاں تین مہینے سیلاب جاری رہتا ہے اور اس میں ایک دو دن سیلاب آتے ہیں۔ میں نے ان کی تفصیل مانگی ہے۔ یہ نہیں کہا کہ سب سے بڑا سیلاب کس تاریخ کو آیا ہے۔

وزیر آبپاشی و برقیات :-

معزز رکن نے جو فرمایا ہے وہ بتا دیا ہے اور اگر ہم سیلاب کاریکارڈ پیش کریں تو اس کے لئے ہمارے پاس پوری کتاب موجود ہے اور اس کی تفصیل شایدان کاغذوں پر نہ آسکے یہ موعی کتاب ہے۔ وہ اس سے معلومات چاہتے ہیں تو دیکھ لیں۔

سردار میر چاگر خان ڈومکی :- ہم نے بڑے سیلاب کا نہیں پوچھا اور ہم کب تک ایک ایک سیلاب کے اعداد و شمار لیتے رہیں گے۔ اور آخزان ندیوں پر ڈیلے ایکشن ڈیم بنانے ہیں۔ جو ہمارے پاس نہیں ہیں۔

وزیر اعلیٰ :- مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے جیسا سوال کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق معزز

رکن کو صحیح جواب دے دیا گیا ہے۔ سوال کی نوعیت نے مطابق یہی جواب ہوتا ہے اس میں لکھا ہے کہ کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کم بتائیں گے کہ سال ۱۹۶۳ تک ناڈی ندی، اہڑی ندی، چتر ندی، مولانندی اور تلی ندی میں سیلابی پانی کن کن تاریخوں میں آیا۔ جس میں انہوں نے کہا کہ سیلاب کن کن تاریخوں میں آیا اور کس قدر پانی کا اخراج تھا۔ تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔

سردار میر چاگر خان ڈومکی :- جام صاحب بجا فرما رہے ہیں۔ صرف سیلاب کی تفصیل مانگی ہے۔ بڑے سیلاب کے متعلق نہیں پوچھا ہے۔ ایک دن میں کئی کئی سیلاب آسکتے ہیں۔ لیکن یہ واضح جواب نہیں ہے۔

ب۔ ۲۰۳۔ سردار میر چاگر خان ڈومکی :- کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کم یہ بتائیں گے کہ :-

محکمہ کے پاس اس وقت کل کتنے بلڈوزر، سکریپرز

(۱۲)
 اور دیل ٹائپ ٹریکٹرز موجود ہیں۔ نیز ان میں کس قدر
 صحیح ہیں اور کس قدر خراب حالت میں ہیں اور ان
 کی ضلع وار تقسیم کیا ہے۔ ۹۔

وزیر آبپاشی و برقیات : محکمہ آبپاشی و برقیات کے پاس مندرجہ ذیل

تفصیل کے مطابق بلڈوزر اور سکریپر دیل ٹائپ ٹریکٹرز موجود ہیں۔

نمبر ۱	بلڈوزر	۲۸ عدد
	صحیح حالت میں	۳۸ عدد
	قابل مرمت	۱۰ عدد
نمبر ۲	سکریپر	۲ عدد
نمبر ۳	دیل ٹائپ ٹریکٹر	۲ عدد

ضلع وار تقسیم درج ذیل ہے۔

بلڈوزر	سکریپر	دیل ٹائپ ٹریکٹر
زارکان کوٹہ		
نوشکی چاغی		
پشین حیدرزئی		
پشین غزنگئی		
درکشاپ کوٹہ	درکشاپ کوٹہ	درکشاپ کوٹہ
ژوب		
لورالائی		
لورالائی		
ژوب		
قلات		
خاران		

پٹ فیڈر دس عدد 1

مکوان سترہ عدد

سردار میر چا کر خان ڈومکی :- جناب والا! یہاں میزان میں بتایا گیا ہے کہ ۴۷ ڈوز ہیں۔ جبکہ کل ڈوز ہیں۔ برائے ہر بانی آپ اس کو جمع کریں اور دیکھیں۔

وزیر آبپاشی و برقیات :- ایک شاید درکشاپ میں ہے۔ اور آپ کے ضلع بسی کو تو چار ڈوز دیئے ہیں۔

وزیر اعلیٰ :- جناب والا! وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کو سب چیز کا علم ہونا چاہیے۔ اور وہ اپنے میکر ٹوما صاحب سے ایوان میں کچھ نہ پوچھیں۔ یہ اسمبلی کے آداب کے خلاف ہے

مسٹر اسپیکر :- ٹھیک ہے یہ اسمبلی کی روایات کے خلاف ہے۔ وزیر صاحب

اسمبلی ہال میں اپنے سیکرٹری سے نہیں پوچھ سکتے ہیں۔ اجلاس کے بعد پوچھ سکتے ہیں
جواب دینے کے لئے وہ تیار ہو کر اور تمام معلومات کر کے آیا کریں۔ تاکہ سوچ سمجھ کر
جواب دے سکیں۔

✽ ۲۰۸۔ میر عبد الکریم نوشیروانی :- کیا وزیر آبپاشی و برقیات یہ بتائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے کے مختلف اضلاع میں واٹر منیجمنٹ اسکیم کے تحت
باقاعدہ کام ہو رہا ہے۔ لیکن ضلع خاران کو پسماندہ ہونے کے باوجود آخری
ٹارگٹ میں رکھا گیا ہے؟

(ب) اگر جزد الف کا جواب اثبات میں ہے۔ تو خاران کو نظر انداز کرنے کا کیا وجوہات ہیں

وزیر آبپاشی و برقیات

الاعلیٰ جہاز تک محکمہ آبپاشی و برقیات کا تعلق ہے واٹر منیجمنٹ کا کام USAID
کے تعاون سے صرف سبیلہ ضلع میں ہو رہا ہے۔ ترجیحات محکمہ
آبپاشی و برقیات تعین نہیں کرتا۔

میر عبد الکریم نوشیروانی :- جناب والا! بلوچی کا مثال ہے کہ کہیں خیرات

بٹ رہی تھی۔ خیرات دینے والا خیرات بانٹنے وقت ساتھ ساتھ یہ کہتا جاتا تھا کہ
جاؤ تم کو نوٹ مارے۔ پھر آخر کسی نے اس کو کہا کہ نوٹ صرف ہمارے آدمیوں کو مارے
تم کو نہیں مارے؟

جناب والا! جب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ یو ایس ایڈ اور یونیسیف کے پروگرام
کہاں ہیں تو کہتے ہیں کہ کرمان، بیلہ، پشین اور ژوب میں ہیں۔ آخر اس کا حق ہمیں نہیں
ہے؟ اگر آپ ترجیحی بنیادوں پر لیتے ہیں تو ہم اس چیز کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔
ہم ایک پسماندہ علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس وقت ہمارا علاقہ ایتھوپیا کا نقشہ پیش
کمر رہا ہے۔ اور ہم، معاشی و اقتصادی لحاظ سے پیچھے ہیں۔ لوگ بھوک سے

سے رہ رہے ہیں اور وہاں سے بھاگ رہے ہیں۔ خازن چھوڑ رہے ہیں۔

مسٹر اسپیکر:- آپ ضمنی سوال کریں۔ تقریر کریں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:- اب اس پر توجہ نہ دی گئی تو کیسے ہوگا یہ وہاں کے لئے حذر دی ہے کہ وہاں کئی پروگرام شروع کئے جائیں۔

وزیر آبپاشی و برقیات:- واقعی اس سوال یعنی واٹر منیجمنٹ کا تعلق زراعت سے ہے۔ اگر یہ سوال آپ محکمہ زراعت سے کرتے تو وہ اس کا صحیح جواب دے سکتے تھے

میر عبدالکریم نوشیروانی:- میں اس کا جواب وزیر تعلقہ سے پوچھتا ہوں اب تک آپ اس کا جواب کیوں دے رہے تھے۔ آپ کا سوال نہیں ہے تو چھوڑیں ارباب صحابہ اس کا جواب دے دیں۔

مسٹر اسپیکر:- آپ سوچ سمجھ کر سوال کیا کریں تاکہ آپ کو اس کا صحیح جواب مل سکے۔ تشریف رکھیں۔

* ۲۱۸۔ میر نجا بخش خان کھوسو (مسٹر فیصلہ عالیانی نے پوچھا)

الف:- کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-
مضوبہ حکومت کے زیر غور ہے؟

ب:- کیا حکومت سیم زدہ علاقوں میں ٹیوب ویل لگانے کے پروگرام پر غور کرے گی۔ جیسا کہ دسرے صوبوں میں ٹیوب ویل لگا کر زمین کو قابل کاشت بنا یا جا رہا ہے۔

وزیر آبپاشی و برقیات :-

الف۔ جی ہاں یہ درست ہے۔ بلکہ ماضی قریب میں اس منصوبہ پر کام بھی شروع ہو چکا ہے۔ یعنی حیردین ڈریجنگ پراجیکٹ مرحلہ دوم۔

ب۔ ضلع نصیر آباد میں سیم حقور پر قابو پانے کے لئے ٹیوب ویل لگانے کا کوئی پروگرام حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تجویز ان علاقوں میں قابل عمل نہیں ہے

(سز فضیلہ عالیانی نے دریافت کیا)

۲۱۹۔ میر نسی بخش خان کھوسہ } کیا وزیر آبپاشی و برقیات یہ مطلع فرمائیں گے کہ

الف، مشرقی نصیر آباد کے کن کن شہروں میں واٹر سپلائی سکیموں پر کام ہو رہا ہے ؟
 ب) کیا حکومت ہر سال ہر یونین کونسل کے دس گاؤں پر مشتمل واٹر سپلائی اسکیم کی تجویز پر غور کرے گی کیونکہ ان علاقوں میں تین ماہ کے لئے نہری پانی بند ہو جاتا ہے لوگ جوہڑوں اور تالابوں سے پانی حاصل کرتے ہیں۔ جو کہ حفظان صحت کے اصولوں کے بالکل منافی ہے۔

وزیر آبپاشی و برقیات

الف، مشرقی نصیر آباد میں مندرجہ ذیل واٹر سپلائی سکیموں پر کام ہو رہا ہے۔

ا) صحبت پور واٹر سپلائی سکیم

ب) واٹر سپلائی سکیم بیرون پٹ فیڈر RW-122 بگھی ایریا

ب) ایسا کوئی سکیم حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔ حکومت اپنے وسائل کے مطابق

ترجیحی بنیادوں پر ہر علاقے میں قابل عمل واٹر سپلائی سکیمیں بنوا رہا ہے۔ یہ کام

علاقے کے صوبائی اسمبلی کے ممبر اپنے ہنڈلز سے کروا رہے ہیں۔

۲۲۰۔ میر نسی بخش خان کھوسہ :۔ سز فضیلہ عالیانی نے دریافت کیا۔

کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پٹ فیڈر کینال سے نکلنے والی تمام نہروں اور شاخوں کے پستے (کنارے) ناکارہ ہو چکے ہیں۔ نہروں کی صفائی کئی سالوں سے نہیں ہو رہی ہے۔ نہروں کے کنارے شجرکاری بھی نہیں کی گئی۔ نیز پلوں کی مرمت و تعمیر بھی نہیں ہو رہی ہے اور نہروں کی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے زیریں علاقوں میں صحیح مقدار میں پانی نہیں پہنچتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ نیز شاخوں کی کی وارہ بندی نہ ہونے اور صحیح مقدار میں پانی نہ ملنے کے کیا اسباب ہیں۔ کیا حکومت ان تمام مسائل کے حل کی طرف خصوصی توجہ دے گی۔؟

وزیر آبپاشی و برقیات

(الف) یہ درست نہیں کیونکہ اگر کنارے اور پستے ناکارہ ہو چکے ہوتے تو ان علاقے سے بھاری ٹریفک پٹ فیڈر کینال اور پھر نیشنل ہائی وے تک کس طرح پہنچتی ہے نہروں کی صفائی بھی محکمہ اپنے وسائل کے مطابق کر رہا ہے۔

شجرکاری محکمہ جنگلات کی ذمہ داری ہے اور محکمہ نے کافی مقدار میں نہروں کے کناروں پر گذشتہ سالوں میں شجرکاری کروائی ہے۔ پلوں کی مرمت جہاں تک ممکن ہوتا ہے کروائی جاتی ہے۔ بلکہ نئے پل جہاں کہیں زیادہ ضرورت ہوتی ہے بھی بنوائے گئے ہیں۔ اور بنوائے جا رہے ہیں۔ نہروں کے زیریں حصوں میں پانی نہ پہنچنے کی وجہ نہروں کی صفائی نہیں بلکہ پانی کی غیر منصفانہ تقسیم ہے۔ جس کو کنٹرول کرنے کے لئے حکومت کوشش کر رہی ہے۔

(ب) جزو (الف) کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔ یہ بات تو علم لٹریچر ہے کہ پٹ فیڈر نہر میں پانی کی کمی کے کیا وجوہات ہیں۔ بہر حال میں موصوف مبر کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ پٹ فیڈر نہر میں پانی کی مقدار ۶۷۰۰ کیوسک کی بجائے صرف ۳۰۰ کیوسک ہے جو حریف کی فصلوں کے لئے آج سے سات سال پہلے کافی تھے۔ لیکن چاول کی کاشت کی اجازت نے نہ صرف علاقے میں سیم دھور میں اضافہ کیا ہے بلکہ

ذریعہ علاقوں کو اپنے پانی کے حق سے بھی محروم کیا ہے۔ چونکہ چاول کی فصل کے لئے دوسری فصلوں کی نسبت دگنے پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور زمیندار زائد پانی حاصل کرنے کے لئے اجائز ذرائع استعمال کرتے ہیں جو کہ موگوں کی توڑ پھوڑ کی صورت میں عام ہے اور ان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ صد فیصد اراضی زیر کاشت لائے اور وہ چاول کی فصل کا مندرجہ بالا صورت حال سے نمٹنے کے لئے محکمہ زمینداران کے موگے منظور شدہ سائز کے مطابق لانے کی کوشش کر رہا ہے۔ مزید یہ کہ حکومت نے ان مسائل کو ہمیشہ کے لئے حل کرنے کے لئے ۱۸۵ ملین ڈالر کے مضموعے (WIDENING OF PAT FEEDER) کے نام سے منظور کیا ہے اور امید ہے کہ سال ۱۹۸۷ میں کام شروع ہو جائے گا۔

میر جا کر خان ڈومکی (ضمنی سوال)

جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا کہ پانی کی مقدار چھ سات ہزار کے درمیان تھی۔ جناب والا! اس وقت وہاں پر دو ڈھائی ہزار کیوسک پانی چل رہا ہے آپ ہیں ایک ہزار کیوسک پانی چل رہا ہے۔ آپ ہیں ایک ہزار کیوسک پانی تو دے سکتے ہیں۔ لہذا میری تجویز ہے کہ مہربانی فرما کر ہمیں تھوڑا سا پانی دے دیں تاوقتیکہ ہنر کو چوڑا کیا جائے۔

وزیر آبپاشی و برقیات: جناب اسپیکر! پٹ فیڈر میں پانی کی کمی ہوتی رہتی ہے۔ ہماری پوری کوشش رہتی ہے کہ ہمیں تین ہزار کیوسک پانی حاصل ہوتا رہے۔

۲۲۱۔ **میر نی بخش خان کھوسو:** کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کم مطلق فرمائیں گے کہ (الف) کیا یہ درست ہے کہ سبی ڈویژن کا ایک وسیع و عریض علاقہ عرصہ سے غیر آباد اور بخر پڑا ہوا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ان اراضیات کو آباد کرنے کے لئے

حکومت کے پاس کوئی نہری سکیم زیر غور ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و برقیات

(الف) سی ڈوٹرن کا کافی علاقہ باقاعدہ آباد نہیں ہے۔ جس کی وجہ پانی کی کمی ہے۔
(ب) سی ڈوٹرن میں آبادی سیلابی پانی سے کی جاتی ہے اور جو علاقہ بچ رہتا ہے اور سیلاب کی سطح سے بلند ہے وہاں پر ٹیوب ویل نہیں لگائے جاسکتے۔ کیونکہ زیر زمین پانی کھارا ہے۔ ان علاقوں کو مستقل پانی فراہم کرنے کے لئے تو لنگہ براج سے ایک نہر نکالنے کا منصوبہ ابتدائی تجویزی مراحل میں ہے۔

سردار چاکر خان ڈومکی :- جناب اسپیکر! سی ڈوٹرن میں ہم بھی تو ہیں۔

نصیر آباد ہے کچھی ہے۔ صرف سی کی بات نہیں۔ ہمارے ہاں پہاڑوں کے دامن میں ایسی جگہیں ہیں۔ جہاں ٹیوب ویل کامیاب ہیں۔ مثلاً ابھی آپ نے ہڑی میں ٹیوب ویل لگایا۔ وہاں میٹھا پانی ہے۔ اس کے علاوہ تلی، تمبو وغیرہ ہیں۔ ان تمام جگہوں پر میٹھا پانی تھا اور ٹیوب ویل کامیاب ہیں۔ لہذا اس طرف توجہ دیں۔

وزیر آبپاشی و برقیات :- میں معزز رکن کی تجویز سے متفق ہوں۔ وہاں میٹھا

پانی موجود ہے۔ البتہ میدانی علاقہ میں پانی کھارا ہے۔ ہماری کوشش ہوگی کہ زبرد ٹیوب ویل لگائے جائیں۔

✽ ۲۲۲ - میر نجا بخش خان کھوسہ :- کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کم

مطلع فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حدست ہے کہ حیردین پراجیکٹ نمبر II پر غفریب واپڈا کام شروع کرنے والا ہے، جبکہ اس علاقے میں سیم دھود کا نام و نشان تک نہیں۔ جبکہ فیئر نمبر 1 بری طرح سیم زدہ ہے۔

ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ کام فیز نمبر II کی بجائے فیز نمبر I کے علاقہ میں نہیں ہونا چاہیے، تاکہ اس علاقے کی اراضیات کو قابل کاشت بنایا جاسکے۔ نیز حکومت ہندوں کی کھدائی ٹھیکیداروں کی بجائے ڈرک لائسنس ہین کے ذریعہ کروانے کی تجویز پر غور کرے گی۔

وزیر آبپاشی و برقیات :-

الف) یہ درست ہے کہ حیردین ڈریج پراجیکٹ PHASE II پر کام واپٹانے شروع کر دیا ہے۔ گوکہ یہ علاقہ فی الحال نسبتاً کم سیم زدہ ہے۔ مگر مستقبل میں اس علاقہ کو سیم و تھور سے سخت خطرہ لاحق ہے۔ اس لئے پراجیکٹ کے PHASE II کا کام اس علاقے کے لئے بہت ضروری ہے۔ جہاں تک حیردین پراجیکٹ PHASE I کا تعلق ہے۔ اس کو صحیح حالت میں لانے کے لئے USAID نے ۷۰ ملین کے خرچ سے ایک منصوبہ منظور کیا ہے۔ جس پر سال ۱۹۸۷-۸۸ میں کام شروع ہو جائے گا۔

ب) جزو (الف) کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔ حیردین پراجیکٹ PHASE - II کا کام PHASE - I کے علاقہ میں کروانا ممکن ہے۔ مزید یہ کہ ہندوں کی کھدائی کا کام ٹھیکیداروں ہی کے ذریعے اور جہاں ضرورت ہوگی وہاں مشینری استعمال کی جائے گی۔

۲۳۰۔ سردار میر چاکر خان ڈومکی :- کیا وزیر آبپاشی و برقیات اذراہ کم

مطلع زمانہ میں گئے کہ :-

الف) لہڑی ڈائری سیلابی اسکیم کب مکمل ہوئی اور کس قدر خرچہ ہوا۔ اس اسکیم کے آغاز سے اب تک سالانہ کس قدر خرچہ کیا جا رہا ہے۔ تفصیلات سے آگاہ کریں رہ؟

ب) کیا یہ درست ہے کہ موسم برسات میں ندی لہڑی، ندی تلی، ندی مولا اور ندی چھتری میں کافی مقدار میں سیلابی پانی منالغ ہو جاتا ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان ندیوں پر ڈیلے ایکشن ڈیم تعمیر کرنے کی اسکیم پر غور کرے گی؟

۴۲۲
 (ج) ضلع سبی و کچھی کا ایک وسیع میدانی علاقہ بجز اور غیر آباد پڑا ہوا ہے۔ ان اراضیات کو قابل کاشت بنانے کے لئے حکومت پورٹ فیڈر کینال سے یا تونسہ بیراج سے کوئٹہ نکالنے کی تجویز پر غور کرے گی اور اس پر اعدادی کام کب تک شروع کیا جائے گا۔

وزیر آبپاشی و برقیات

(الف) ہڑئی واٹر سپلائی سکیم ۱۹۷۶ کے دوران مکمل ہوئی۔ اور اس سکیم پر کل ۱۲۳۲۰۰۰ روپے صرف ہوئے۔ اس سکیم پر سالانہ اندازاً ڈیڑھ لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں۔ جن کی تفصیل ذیل ہے۔

ڈیزل و مو بائیل اٹیل مرمت پائپ و انجن کل خرچہ

۱۰۰۰۰۰/- ۵۲۰۰۰/- ۱۵۲۰۰۰/-

(ب) ندی ہڑئی پر تین آبپاشی سکیمیں ۱۔ گوگی ایر گیٹیشن ۲۔ نخل ایر گیٹیشن اسکیم اور ۳۔ سردار واہ میر واہ ایر گیٹیشن اسکیم تعمیر کی گئی ہیں۔ جن کے سیلابی پانی سے کافی اراضی سیراب ہوتی ہے۔ ندی تلی پر ایک سکیم کا منصوبہ یورپی اقتصادي برادری کے تعاون سے زیر غور ہے۔ جس کا تخمینہ بھی نسیپاک فرم نے مرتب کیا ہے۔

ندی مولایر کویت فنڈ کے تعاون سے ایک سکیم تعمیر کی جا رہی ہے۔ جس کا غنقریب ٹینڈر ہونے والے ہیں۔

(ج) ندی چتر کا سیلابی پانی بھی علاقے کے زمیندار کچھ گزہ جات کے ذریعہ استعمال میں لا رہے ہیں ان ندیوں پر ڈیلے ایکشن ڈیم تعمیر کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔ ضلع سبی و کچھی کے اراضیات کو پورٹ فیڈر نہر سے سیراب نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ ان اراضیات کی سطح بلند ہے۔

تونسہ بیراج سے کچھی کینال کے نام سے ایک نہر کا منصوبہ ابتدائی تجویز کے مراحل میں ہے۔ چونکہ یہ ایک بہت بڑا منصوبہ ہوگا۔ جس پر کروڑوں روپے خرچ کا اندازہ ہے۔ اس لئے اس پر کام شروع کرنے کے بارے میں کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔

سردار میر چاکر خان ڈومکی :- جناب اسپیکر! جزدار اب میں وزیر موصوف نے فرمایا کہ ڈیلے ایکشن ڈیم بنانے کی کوئی تجویز نہیں۔ جب آپ کے پاس ڈیٹا نہیں تو آپ کیا کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے ہر ذریعہ ہے کہ آپ کے پاس ریکارڈ ہو آپ کیج ریکارڈ رکھیں۔ تاکہ پندرہ بیس سال کے ریکارڈ کے بعد مقدار معلوم ہو سکے اور اس کے بعد عمل ہو۔ ڈیلے ایکشن ڈیم اس وقت تک نہیں بن سکے گا۔ جب تک آپ کے پاس ریکارڈ نہیں ہوگا۔

وزیر آبپاشی و برقیات :- جناب والا! وہاں پر کوئی کنٹریکشن نہیں ہے بلکہ وہ اپن منڈی ہے۔ شاید ۱۹۷۰ میں وہاں واٹر کا گیج ریکارڈ ہوا کرتا تھا۔

میر چاکر خان ڈومکی :- آج بھی وہاں پر آپ کے محکمہ کا گیج ریکارڈ ہے

وزیر آبپاشی و برقیات :- شاید آپ کی معلومات درست ہوں۔ اگر ایسا ہے تو اس کو نوٹ کر لیں گے۔

۲۶۱۔ حاجی محمد شاہ مردان زئی : کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے :-

سال ۸۷-۱۹۸۶ کے دوران ضلع ژوب کے کن کن علاقوں کو بجلی فراہم کی جائے گی۔ سیران علاقوں کے نام کیا ہیں۔

وزیر آبپاشی و برقیات :- ۸۷-۱۹۸۶ کے دوران ضلع ژوب کے مندرجہ ذیل علاقوں کو بجلی فراہم کی جائے گی۔ یہ علاقے حکومت کی جانب سے منظور شدہ طریقہ کار

کے مطابق چنے گئے ہیں۔

- | | |
|---------------------------------|--------------------------|
| ۱۔ سوہی شیخاں | ۷۔ بالا |
| ۲۔ کلی مولوی محمد شفیع دولت زئی | ۸۔ ملا زئی |
| ۳۔ کلی کمال خان شیرانی سلیمان | ۹۔ منجارہ خلیفہ محمد نور |
| ۴۔ یحییٰ وال | ۱۰۔ نوان |
| ۵۔ عبدالکابیر | ۱۱۔ سرہ خلد |
| ۶۔ نیواگٹی شینا | ۱۲۔ محمد علی |

اگر ممکن ہو تو حکومت کے منظور شدہ طریقہ کار کے مطابق چند درجہ پانچ کو بھی بجلا فراہم کرنے کے لئے چنے جاسکتے ہیں۔

نواب تیمور شاہ جوگیزی (وزیر صحت)

جناب والا! اگر آپ دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ان میں اکثریت ایسے گاؤں کی ہے۔ جن میں بمشکل گھروں کی زیادہ سے زیادہ تعداد بارہ ہے میں جانا چاہتا ہوں کہ کس کی سفارش پر یہ گاؤں شامل کئے گئے تھے۔ یا پھر خود بخود ایسا کیا گیا۔

وزیر آبپاشی و برقیات:- اگر معزز وزیر میرا جواب سنئے تو انہیں پتہ چلتا کہ میں نے خود ہی ان گاؤں کے نام نہیں لئے ان کا اعتراض درست ہے.....

مسٹر اسپیکر: آپ یہ معلومات وزیر صاحب سے ان کے دفتر میں حاصل کر لیں۔ وہ تفصیل دے دیں گے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر: جناب اسپیکر! معزز وزیر کو چاہیے کہ وہ اسمبلی کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کو مخاطب کریں۔

وزیر صحت:- آئی ایم سوری۔ شکریہ۔ جناب اسپیکر میں یہ جانا چاہتا ہوں کہ

وزیر آبپاشی و برقیات :- ہم نے تمام وزراء صاحبان کو چھٹی لکھی تھی کہ وہ اپنی اپنی ترجیحات دیں۔

جہاں تک آپ کے جواب کا تعلق ہے تو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سٹ نہیں واپڑانے دی تھی۔ لیکن ہم اس کو کینسل کر دیا تھا۔ ہم آپ سے متفق ہیں کہ انہوں نے صحیح تجویز نہیں دی تھی۔ لہذا ہم نے اسمبلی ممبر زاد رور اور ذرا صاحبان سے ترجیحات مانگی ہیں

قلیل المہلت سوالات اور انکے جوابات

۲۶۲۔ قلیل المہلت سوال۔ مسز فضیلہ عالیانی

کیا وزیر آبپاشی و برقیات ادارہ کو کم مطلع فرمائیں گے۔

الف: پاکستان انجینئرنگ کونسل ایکٹ کے تحت کسی بھی گریڈ ۱۸ کے انجینئرنگ کی پوسٹ پر کسی ڈپلومہ ہولڈر کو ترقی نہیں دی جاسکتی۔ اس پوسٹ پر صرف گریجویٹ انجینئر ہی کام کر سکتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو الیکٹرک انسپکٹ کی گریڈ ۱۸ کی اہم پوسٹ پر جو کہ ۲۰ مئی ۱۹۸۶ کو خالی ہوئی ہے مندرجہ بالا ایکٹ کے خلاف ایک ڈپلومہ ہولڈر کو کیوں ترقی دی جا رہی ہے جبکہ صوبہ کے لوکل اور تجربہ کار گریجویٹ انسپکٹریکل انجینئروں نے اس پوسٹ کے لئے درخواستیں بھی دی ہیں۔

ب: اگر مندرجہ بالا پوسٹ پر ڈپلومہ ہولڈر کی پروموشن محکمہ کے موجودہ سرورس (روز) جو کہ ۱۹۶۲ میں بنائے گئے کے مطابق کی جا رہی ہے تو ایسے متوقع غلط اقدام کو روکنے کے لئے ان روز میں پاکستان انجینئرنگ کونسل ایکٹ کے مطابق ترمیم کیوں نہیں کی گئی۔ جبکہ یہ ایکٹ تمام دفاتر اور صوبائی انجینئرنگ

(۲۷)
سردسز پر لاگو ہے اور دوسرے صوبائی محکموں نے بھی اپنے سردسز رولز اس ایکٹ کے مطابق بنائے ہیں۔

(ج)
ایگزیکٹو انسپکٹر کے موجودہ سردسز رولز معمولی تبدیلی کے ساتھ ویسٹ پاکستان ایگزیکٹو انسپکٹر زریکو ڈیپارٹمنٹ رولز ۱۹۶۳ سے اخذ کئے گئے ہیں۔ لیکن ان کی مندرجہ ذیل انتہائی اہم و مسلمہ اور ضروری دفعات موجودہ رولز میں شامل نہیں کی گئیں اس کی وجوہات ہیں:-

۱۔ ویسٹ پاکستان رولز کی سب کلاز نمبر ۴۲ رول نمبر ۵ جو کہ اعلیٰ پوسٹ پر ترقی دینے کے لئے محکمہ کے امیدوار ہیں اس پوسٹ پر کام کرنے کی مطلوبہ اہلیت موجود ہونے کے متعلق ہے۔

۲۔ حکومت مغربی پاکستان محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کی ترمیم نمبر ۴۲/۶۷-۱-III-50XV مجریہ ۲۱ نومبر ۱۹۶۹ء پر ترمیم محکمہ اس پوسٹ کے لئے کوئی موزوں شخص موجود نہ ہونے کی صورت میں دوسرے محکمے سے یا براہ راست پبلک سردسز کمیشن کے ذریعے موزوں شخص کے انتخاب اور اس کے ایگزیکٹو ایجنڈنگ میں ڈگری ہو لڈ رہنے سے متعلق ہے۔

(د)
کیا حکومت صوبے کے ایگزیکٹو ایجنڈوں میں اپنی حق تلفی کے متعلق پائی جانے والی تشویش دور کرنے کے لئے ایک ڈپلومہ ہو لڈ کی ایگزیکٹو انسپکٹر کی پوسٹ پر مجوزہ ترقی کے احکامات فوری طور پر منسوخ کرے گی اور موجودہ سردسز رولز کی مندرجہ بالا خامیاں دور کرنے کے لئے جلد از جلد ضروری اصلاحات اٹھائے گی۔

وزیر آبپاشی و برقیات

(الف)
پاکستان ایجنڈنگ کونسل ایکٹ ۱۹۵۷ء کے تحت کسی بھی غیر ممبر کو اعلیٰ درجہ کے فنی ایجنڈنگ کام کے انتظامی اور ایگزیکٹو اختیارات اختیار نہیں دیے جاسکتے۔ محکمہ آبپاشی و برقیات میں یہ کام ایگزیکٹو ایجنڈ گریڈ ۱۸ سے شروع

ہوتا ہے۔ ایکٹرک انسپکٹر کی ذمہ داریاں غیر انتظامی ہوتی ہیں۔ اور کسی بھی درجہ پر اسے کوئی اعلیٰ درجہ کا برقیاتی کام ایگزیکٹو نہیں کرنا پڑتا۔ وہ برقیات کے ایکٹ کے تحت صرف ایسے کاموں کی جانچ پڑتال اور نگرانی کا ذمہ دار ہوتا ہے اس لئے جس طرح ایک مجسٹریٹ کو قانون پر عمل درآمد کے لئے قانون کی ڈگری کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح برقیاتی ایکٹ مردہ ۱۹۱۰ اور برقیاتی روٹ ۱۹۳۷ پر عمل درآمد کے لئے ایکٹرک انسپکٹر کے لئے برقیات کی ڈگری کی ضرورت نہیں ہے۔ اور ایسے کام ایک ڈپلومہ ایجنٹ بھی کر سکتا ہے۔ جناب عبدالرحیم سابقہ ایکٹرک انسپکٹر (ڈپلومہ یافتہ) کے مورخہ ۸۶-۵-۱۹ کو فارغ خدمت ہونے کے بعد سے ایکٹرک انسپکٹر کی اضافی ذمہ داریاں جناب محمد اشرف (اسٹنٹ ایکٹرک انسپکٹر ڈپلومہ یافتہ) کو دی گئی ہیں۔ تا حال اسے کوئی ترقی نہیں دی گئی۔ اس کی ترقی کا معاملہ مردہ قوانین کی روشنی میں کیا جائیگا جس کے لئے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی سے پہلے سے ہدایات دے رکھی ہیں جیسا کہ الف میں ذکر کیا گیا ہے پاکستان ایجنٹنگ کونسل ایکٹ ۱۹۶۷ کا اطلاق صرف اعلیٰ درجہ کے فنی ایجنٹنگ کے کام کی تکمیل پر ہوتا ہے جو محکمہ آبپاشی میں گریڈ ۱۸ کے ایگزیکٹو ایجنٹ سے ہوتا ہے۔ اس لئے ایکٹرک انسپکٹر کی اسامی اس زمرے میں نہیں آتی۔

(ب)

سابقہ مغربی پاکستان کے ایکٹرک انسپکٹریٹ کے مردہ رولز ۱۹۴۳ کی ترمیم جو کہ اسمبلی کے قلیل المہلت سوال نمبر ۲۶۲ کے ساتھ منسلک ہے اور جو سابقہ حکومت مغربی پاکستان کے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے ترمیمی نمبر ۲۲/۶۷-۱-III-50 X 7 مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۶۹ کے تحت جاری ہوا۔ اس کے رول ۵ اور سب رول ۲ میں اس امر کا واضح ذکر ہے کہ ایک ڈپلومہ یافتہ اسٹنٹ ایکٹرک انسپکٹر اگر وہ ترقی کا اہل ہے تو آٹھ سال کی سرورس ہونے پر اسے ترقی دی جا سکتی ہے۔

(ج)

تا حال سینئر اسٹنٹ ایکٹرک انسپکٹر کی اضافی ذمہ داریاں سنبھال رہا ہے

(د)

(۲۹)
اور اس کی ترقی کا معاملہ تمام مروج قوانین کی روشنی میں ہی کیا جائے گا جیسا
کہ الف میں ذکر کیا گیا ہے۔ ایکٹرک انسپکٹر کی ذمہ داریاں صرف نگران کی ہوتی ہیں
جو براہ راست برقیاتی کاموں کی تکمیل کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔ اس لئے انجینئرنگ
کونسل ایکٹ مجریہ ۱۹۶۷ کا اطلاق اس پر نہیں ہوتا۔

سردار نثار علی :- (ضمنی سوال)

جناب والا! ہمارے وزیر صاحب نے فرمایا کہ برقیاتی رولز ۱۹۳۷ میں
بنے تھے۔ اس کے مطابق ڈپلومہ ہولڈر کو اس پوسٹ کے لئے منتخب کیا جاسکتا ہے یہ
بات صحیح ہے کہ ان حالات میں یہ قانون بنا تھا۔ جناب والا! یہ ۱۹۸۶ء ہے حالات بدل
گئے ہیں۔ آپ کے پاس آج ڈگری ہولڈرز ہیں۔ ڈگری ہولڈر بیکار پھر رہے ہیں بیروزگاری
عام ہے۔ میں ایوان کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ اس پوسٹ کے لئے صرف ڈگری
ہولڈر منتخب کیا جائے۔

مسٹر اسپیکر :- یہ سلیمنٹری سوال تو نہیں ہے اگر کوئی ایسی بات ہے تو آپ
بجٹ تقریر میں کر سکتے ہیں

سردار نثار علی! جناب والا! یہ میری تجویز ہے۔ امید ہے کہ آپ اس پر غور فرمائیں گے
وزیر آبپاشی و برقیات :- آپ کی جو تجویز ہے اس پر انشا اللہ غور کیا جائیگا

مسٹر فضیلہ عالیانی :- (ضمنی سوال!)

جناب والا! جیسا کہ وزیر موصوف نے اپنے جواب میں فرمایا کہ ایکٹرک
انسپکٹر کی ذمہ داریاں غیر انتظامی ہوتی ہیں۔ یہ لسٹ جو ان کے ہی محکمہ سے حاصل کی گئی
ہے۔ اس میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ صرف انسپکشن اور نگرانی کا کام نہیں کرتا ہے جیسے

سب سے پہلے کہا گیا۔

جناب وہ ایڈمنسٹریشن کے امور انجام دیتا ہے وہ صرف انپیکشن ہی نہیں کرتا بلکہ اور بہت سے کام سرانجام دیتا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اس کی ٹوٹو میٹ مجھ سے یا متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے لے سکتے ہیں اور معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ جیسا کہ میرے بھائی نثار علی صاحب نے فرمایا کہ یہ اس وقت قانون تھا۔ جب قانون میں ترمیم کی گئی اور انجینئرنگ کونسل ایکٹ، ایس اینڈ جی اے ڈی ویٹ پاکستان کے رولز کے تحت اس پوسٹ پر اس کی ترقی ہو سکتی تھی۔ اس وقت آپ کے صوبے نے اتنے انجینئر پیدا کئے ہیں۔ جو کوالیفائیڈ ہیں۔ بیروزگار ہیں۔ جن میں بی جی سی اور بی اے این پی موجود ہے۔ اگر آپ کو انپیکشن کو اس طرح سے نظر انداز کرتے ہیں گے۔ تو آپ اپنا ٹینڈر ڈیکےسے قائم رکھ سکتے ہیں۔ یہ ایک اور پرچہ میرے پاس ہے جب پاکستان لینے سے پہلے ادراہ جتنے بھی ایکڑک انپیکٹر.....

مسٹر اسپیکر :- فضیلہ صاحبہ کیا آپ یہ ضمنی سوال کر رہی ہیں۔؟

مسز فضیلہ عالیانی :- جناب والا! میں آپ کی معلومات بڑھا رہی ہوں۔ (تہقیر)
(وزیر مواصلات ڈاکٹر حیدر بلوچ کچھ کہنا چاہتے تھے)

مسٹر اسپیکر :- ڈاکٹر حیدر بلوچ صاحب جیسا کہ آپ کو معلوم ہے یہ اسمبلی ہے آپ اسپیکر سے مخاطب ہو کر بات کریں۔ اور یہ سپلیمنٹری سوال تو نہیں ہے۔

مسز فضیلہ عالیانی :- جناب والا! صرف وہ پہلا کیس تھا۔ جب ڈپلومہ ہولڈر کو اس پوسٹ پر لگایا گیا تھا۔ یا پھر یہ دوسرا کیس ہے جس میں اس کو CONSIDER کیا جا رہا ہے۔

مسٹر اسپیکر :- فضیلہ صاحبہ آپ کا سپلیمنٹری سوال تو تقریر بن گئی ہے۔ میں

(اسم)
سمجھا ہوں کہ اب وزیر صاحب اس کا جواب دے دیں۔

وزیر آبپاشی و برقیات :- جناب والا! معزز رکن نے اپنے سوال کا جواب

سن لیا تھا۔ میرے خیال میں ہم ان تجویز کو زیر غور لائیں گے۔ تا حال اسٹینٹ الیکٹرک انسپکٹر ذاتی ذمہ داریاں سنبھال رہا ہے اس کی ترقی کا معاملہ تمام وجوہ قوانین کی روشنی میں کیا جائے گا۔ اور آپ کی تجاویز شامل کریں گے۔ انشاء اللہ آپ کی تسلی کر آئیں گے۔

مس فضیلہ عالی پانی :- جناب والا! میں ایک اور تجویز دینا چاہوں گی۔ کیا

وزیر موصوف اس پر غور کریں گے۔ اس معاملہ کو انجینئرنگ کونسل میں ریفر کیا جائے تاکہ تاکہ ان کی رائے بھی اس سلسلہ میں حاصل ہو جائے۔ اگر اس پر تعیناتی اور ترقی کے آرڈر کسی بھی محکمہ سے ہو رہے ہیں تو وہ اس کا تدارک کریں گے۔

وزیر آبپاشی و برقیات :- جناب والا! یہ قانونی معاملہ ہے ہم وجوہ قانون

کو ملحوظ خاطر رکھیں گے۔ اور اس کے ساتھ آپ کی تجویز کو بھی سامنے رکھتے ہوئے اس کا فیصلہ کریں گے۔

اعلانات

مسٹر اسپیکر :- اب سیکرٹری اسمبلی اعلانات فرمائیں گے۔

اختر حسین خان :- (سیکرٹری بلوچستان صوبائی اسمبلی)

میر فتح علی عمرانی نے درخواست دی ہے کہ:-

بوجہ بیماری ادھ آج کے اجلاس میں شرکت نہیں

کر سکیں۔ ہذا ان کے حق میں آج کی رخصت منظور کی جائے

مسٹر اسپیکر: سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے
(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: میر سلیم اکبر بگٹی نے درخواست دی ہے کہ

”وہ بوجہ ناسازی طبیعت دنوں کے اجلاس میں شرکت
نہیں کر سکتے۔ لہذا ان کے حق میں باقی مدت کے لئے
رخصت منظور کی جائے۔“

مسٹر اسپیکر: سوال یہ ہے کہ کیا رخصت منظور کی جائے،
(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: شیخ حاجی طریف خان مندوخیل نے درخواست دی ہے کہ

”میرے ایک عزیز کی فوتیگی ہوگئی ہے۔ جس کی بنا
پر ۱۹ جون تا ۲۳ جون رخصت منظور کی جائے۔“

مسٹر اسپیکر: سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے،
(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مسٹر نصیر احمد باچا نے درخواست دی ہے کہ

”وہ بوجہ گھریلو مصروفیات کی بنا پر آج کے اجلاس
میں شرکت نہیں کر سکتے۔ لہذا ان کے حق میں آج کی
رخصت منظور کی جائے۔“

مسٹر اسپیکر: سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

مسٹر اسپیکر :- اب میرا نیا پر عام بحث ہوگی۔ میرا ناصر علی بلوچ اپنی تقریر فرمائیں

بجٹ پر عام بحث

میر ناصر علی بلوچ :- جناب والا! میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب اور جناب وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جنہوں نے ۱۹۸۶-۸۷ کا یہ موجودہ بجٹ بنا کر پیش کیا ہے۔ اس بجٹ کی تعریف میں بہت کچھ کہا جاسکتا ہے۔ اور اگر اس کی زیادہ تعریف کروں تو یہ کہا جائے گا کہ یہ حکومت کی پالیسی ہے۔ اس لئے میں یہ صرف کہوں گا کہ یہ شاندار بجٹ ہے۔ اس میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے لیویز کو مستقل کر دیا گیا ہے۔ اور اب ان کا بے چینی دور ہوگئی ہے۔ اس پر میں وزیر اعلیٰ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! بجٹ پر بولنے کے لئے سال میں صرف ایک بار یہ موقع آتا ہے۔ جس میں حکومت کے ارکان کو بھی اور اپوزیشن والوں کو بھی بولنے کا موقع ملتا ہے۔ اور اس پر تفصیل سے بحث ہو سکتی ہے۔ حکومت کے ارکان اپنی خامیوں کو نظر ڈال سکتے ہیں۔ اور اپنی خوبیاں بھی دیکھ سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں تعلیمی پالیسی کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ یہ ٹھیک ہے میں مانتا ہوں کہ بلوچستان تعلیمی لحاظ سے پسماندہ ہے اور تعمیر کو اس صوبہ کی ترقی کے لئے خاص طور پر آگے بڑھانا چاہیے۔ تاکہ ہمارے یہاں عوام پر اچھا اثر پڑے اور یہاں کے لوگ بڑھے لکھے ہو جائیں۔ مجھے بے حد افسوس ہے کہ ہمارے یہاں تعلیمی پالیسی سے متفق نہیں ہوں۔ ہمیں تو یہ کہہ کر اردو میں پڑھایا جاتا ہے کہ آپ قومی زبان پڑھیں۔ لیکن ہمارے بڑے لوگ اپنے بچوں کو باتوامرہ

بھیجتے ہیں۔ یا انٹیکنڈ بھیجتے ہیں۔ یا گرامر سکولوں اور گرامر کالجوں میں پڑھاتے ہیں اور جب مقابلے کے امتحان ہوتے ہیں تو وہ تمام انگریزی میں ہوتے ہیں۔ بچہ پرائمری تعلیم میں سب کچھ سیکھ سکتا ہے۔ آپ اسے انگریزی سکھائیں گے تو وہ انگریزی سیکھے گا۔ اور اگر اردو پڑھائیں گے تو سب اردو سیکھ جائیں گے۔ آپ برائے کم سب کے لئے پرائمری سطح سے ایک ہی زبان رائج کر لیں۔ اس وقت حالت یہ ہو چکی ہے کہ تعلیم ایک بزنس بن چکا ہے۔ بڑے بڑے سکولوں اور کالجوں میں ایک ایک ہزار فیس ہے جو کہ ایک عام آدمی کے بس سے باہر ہے۔ اب خدا جانے یہ موجودہ نظام تعلیم نظام کس کے ذہن کی پیداوار ہے اور اس سے کس طبقے کو فائدہ ہو رہا ہے۔ اور اب تو حالت یہ ہو گئی ہے کہ ایک خاص علاقے کو اور خاص طبقے کو اس سے فائدہ پہنچ رہا ہے۔ ہمارا بلوچستان ویسے بھی کافی بڑا صوبہ ہے۔ وسائل کم ہیں۔ ہمارے پسماندہ علاقے ہیں۔ وہاں پر کوئی ترقیاتی پروگرام کے لئے وسائل نہیں ہیں۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ یہاں کوئٹہ کا ذکر نہیں کروں گا۔ کوئٹہ کے باشندے اس تعلیمی پالیسی سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یہاں پر بہت سے انگریزی سکول ہیں۔ گرامر سکول ہیں۔ سینٹ میری سکول ہے۔ بیلیو سکول ہے۔ دیگر اچھے اچھے انگریزی سکول ہیں۔ وہ ان سکولوں میں پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بلوچستان کے باقی علاقے جہاں یہ گرامر سکول اور دیگر اچھے سکول نہیں ہیں وہاں کے لوگ اس سہولت سے محروم ہیں۔ اس لئے میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ آپ ذریعہ تعلیم صرف اردو کو بنائیں یا صرف انگریزی کو بنادیں۔ تاکہ کئی سال سے یہ جو گیپ (GAP) چلا آ رہا ہے ختم ہو جائے۔ اب ہمیں آزادی حاصل کئے ہوئے کافی سال گزر چکے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جو روایات ہم نے شروع سے اپنائی ہوئی ہیں وہ آج تک قائم ہیں۔ انہیں ہمیں ترک کرنا چاہیے۔

اس کے علاوہ جیسے ہمارے معزز کن عبدالکریم نوشیروانی صاحب نے فرمایا کہ خاران میں بیاڈ اور یونیف وغیرہ کام نہیں کر رہے ہیں۔ ہم مکران کے لئے یہ سنتے آئے ہیں کہ وہاں یونیف کام کر رہا ہے۔ بیاڈ کام کر رہا ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آپ اپنی کو معاف ہی رکھیں۔ ہمارا صوبہ ان علاقوں کے لئے بڑھا

دیں۔ اور جب ہم صوبائی بجٹ بڑھانے کے لئے دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ جناب آپ کے پاس تو کافی ترقیاتی پروگرام ہیں اور کئی سپیشل پروگرام ہیں جو آپ کے علاقے میں چلا رہے ہیں۔ جیسا کہ ایک عجائب گھر میں ایک دو آدمی گئے تو انہوں نے وہاں ایک عینک دیکھی تو پوچھا کہ اس عینک کی کیا خوبی ہے۔ انہیں کہا گیا کہ آپ یہ عینک پہن لیں جب انہوں نے عینک لگائی تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو اس سے کیا ملا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ گلاب کا پھول ہے۔ پھر انہیں کہا گیا کہ یہ چشمہ اتار دیں۔ جب چشمہ اتارا تو ان سے پھر پوچھا گیا کہ یہ کیا ہے۔ پتہ ہے انہوں نے کہا۔ میرے خیال میں ترقیاتی پروگرام بنانے والے افراد نے چشمہ لگایا ہوا ہے۔ اور ان کو یہ سارا علاقہ کل دگنظر آتا ہے۔ اور جب چشمہ اتار دیں اور دیکھیں تو سپیشل پروگرام نہ ہونے کے برابر ہیں۔ وہاں مکران کے کئی سپیشل پروگرام ہیں اور صرف ہمارے علاقے کے لوگ دیکھ رہے ہیں کہ یہ لوگ اپنی اپنی گاڑیوں میں آ جا رہے ہیں۔ کچھ کرتے نہیں۔ باتیں تو بہت کرتے ہیں۔ یا تو کچھ عمل کر کے دکھائیں یا چھوڑ دیں ہم ملتے ہیں کہ ہمارا صوبہ عزیز ہے۔ ہمارے وسائل کم ہیں اور ترقی نہیں ہو سکتی ہے اور اس چیز کا یہاں بار بار کہنا کہ ہم مکران میں ترقیاتی پروگرام چلا رہے ہیں۔ اور وہاں پر سپیشل پروگرام ہیں یونیسف کی طرف سے علیحدہ ہیں۔ بیاڈ کی طرف سے علیحدہ ہیں۔ مگر کوئی کام ہوا نہیں ہے۔

جناب والا! وہاں تو یہ کہا جا رہا ہے کہ سبیلہ سے منڈ تک روڈ پکا کریں گے۔ سو راب سے گوادر تک روڈ پکا کریں گے۔ جناب آپ سو راب اور منڈ کو چھوڑیں آپ صرف تربت شہر میں جو ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے۔ کمرٹرانس سے بازار تک صرف یہ روک پختہ کر دیں یہ ہمارے لئے قیمت ہے۔ اس کے علاوہ بجٹ میں یہ دیکھا گیا ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کئی شہروں میں لگائے جا رہے ہیں۔ میں جن کا نام نہیں لینا چاہتا۔ خاص طور پر سینی اور پنجگور کے شہر تھے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ اب تک وہاں کوئی پراپرٹی ٹیکس نہیں لگایا ہے۔ لیکن میں جناب وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ پراپرٹی ٹیکس تو وہاں لگایا جاتا ہے جو سٹیٹڈ ایریا ہو۔ جبکہ آپ ان علاقوں پر لگا رہے ہیں جہاں کوئی سہولیات نہیں ہیں۔ وہاں نہ بجلی ہے نہ گیس ہے، نہ پانی کا انتظام ہے۔ حتیٰ کہ حالت یہ ہے کہ ہمارا ایریا سٹیٹڈ نہیں ہے۔ اور ابھی تک ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے ہیں کہ جس مکان

میں ہم رہ رہے ہیں۔ وہ ہمارا ہے۔ نہ اس کے ذریعہ ہمیں کوئی بنک سے قرضہ مل سکتا ہے اور نہ کوئی اور کام ہو سکتا ہے۔ پتہ نہیں یہ کس شخص کے ذہن کی پیداوار ہے کہ پسینی اور پچگور میں پراپرٹی ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔ میری تجویز ہے کہ وہ اس علاقہ کا دورہ کر لیں اور دیکھیں کہ آیا یہ علاقہ اس قابل ہے کہ یہاں پر کوئی ٹیکس لگایا جائے۔

مسٹر اسپیکر :- وزیر خزانہ صاحب کیا آپ نوٹس نہیں لے رہے ہیں؟

وزیر خزانہ :- جناب یہ سب کچھ میرے ذہن میں ہے۔

میر ناصر علی بلوچ :- جناب والا! ایک اور چیز یہ ہے کہ ہمارے کافی لوگ

باہر ممالک میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس صوبے میں صرف کمران ڈویژن کے لوگ سب سے زیادہ فارن ایکسچینج لارے ہیں لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کوئی ایسا منصوبہ نہیں بنایا گیا ہے۔ جس سے ہمارے یہ باہر کے لوگ آئیں اور اپنا کام یہاں شروع کر سکیں۔ تاکہ انہیں فائدہ ملے۔ اس لئے میں عرض کر دوں گا کہ آپ اور مینز فاؤنڈیشن والوں سے یہ کہیں کہ وہ ہمارے علاقے کے لئے کچھ نہ کچھ کرے تاکہ ہم بھی دیکھ سکیں کہ یہاں بھی کوئی کام ہوا ہے۔

جناب اسپیکر! ایک اور چیز میں آپ کے توسط سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اس وقت کمران ڈویژن میں پانچ ایئرپورٹ ہیں لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارا کوئی بھی مگرانی آپ کو نہ پی آئی لے جس طے گا اور نہ سول ایوی ایشن اتھارٹی میں طے گا۔ اور نہ اس سے متعلق کسی دیگر کارپوریشن میں طے گا۔ میں نے ان محکموں کا اس لئے ذکر کیا ہے کہ ان کا ہوائی سرورس اور ایئرپورٹوں سے واسطہ ہے اب صرف انہوں نے چند آڈیٹنگ کوریٹس لے لیں۔ جو صرف اور صرف کانٹریبل ہیں۔ لے لیں آئی بھی نہیں ہیں۔ اور اگر میں یہ کہوں اور یہ اپنی تعریف بھی نہیں ہوگی کہ سب سے زیادہ پڑھ لکھے لوگ بھی کمران میں ہیں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ ان کارپوریشنوں کو مجبور کیا جائے

کہ وہ ملازمت میں نگران کے لوگوں کو لیں۔ اور ہر ڈویژن کے لوگوں کو برابر کی سطح پر لیں۔ تاکہ وہاں بے روزگاری کچھ کم ہو۔ کیونکہ شیطانی دوسو سے ہی بیروزگار لوگوں کو ذہن میں پید ہوتے ہیں۔ عموماً یہ نعرے لگانے رہتے ہیں اور پھر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ بیروزگار طلب علم کر رہے ہیں اور میں اس کے متعلق یہ کہتا ہوں کہ یہ وہ طلباء نہیں کر رہے ہیں۔ جو اپنی پڑھائی پر توجہ دے رہے ہیں۔ بلکہ یہ بیروزگار طلباء ہیں اور دوسروں کے ایما پر کرتے ہیں جو بیروزگار ہیں اور کام نہیں کرتے ہیں اور یونیورسٹیوں میں گڑ بڑ پھیلا رہے ہیں۔

جناب والا! مجھے امید ہے کہ وہ سوچیں گے اور سائنسی حل کرنے کی کوشش کریں گے اس کے علاوہ بجٹ میں کہا گیا ہے کہ تین ہزار تین سو کے قریب روز ہیا کی گئی تھیں اور مزید چھ ہزار اگلے سال میں دی جائیں گی۔ تاہم مجھے افسوس کے ساتھ کہتا پڑتا ہے کہ ان روز کی پلسٹی نہیں کروائی گئی اس کی کیا وجہ ہے۔ بالکل پلسٹی نہیں ہوئی کہ فلاں فلاں محکمہ میں ہم لوگوں کو روز میں لینا چاہتے ہیں۔

جناب والا! لوگوں کا یہ تاثر ہے کہ تقریباً ایک سال ہونے کو ہے کہ مارشل لا ختم ہو چکا ہے۔ اس کے باوجود ان کے مفاد کو تحفظ نہیں دیا گیا۔ غالباً سو جا بڑھی نہیں دی گئیں۔ جبکہ کہا جاتا ہے کہ تین ہزار دے چکے ہیں۔ اگر تین ہزار دے چکے ہیں تو کم از کم ان کی پلسٹی تو ہونا چاہیے۔ اب اگلے سال چھ ہزار پوسٹیں نکالی جا رہی ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس کا حشر ان تین ہزار کی طرح نہیں ہوگا۔ بلکہ ان کی پلسٹی ہوگی۔

جناب والا! بجٹ پر بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن کچھ میں نے عرض کیا کافی ہے۔ تاہم ایک اہم چیز کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب گورنمنٹ پارٹی میں شامل نہیں ہیں۔ لیکن محز کی بات ہے کہ انہوں نے بجٹ بناتے وقت بلوچستان کے مفادات کو مدنظر رکھا ہے۔ ہماری دیگر پارٹیوں کے حضرات کو چاہیے کہ وہ بھی ان کے نقش قدم پر چلیں۔ حالانکہ حکومتی پارٹی سے تعلق نہ رکھتے ہوئے وہ جان بوجھ کر ایسا کر سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے ایک اچھا بجٹ پیش کیا۔ لہذا وہ ساتھی جو ہماری پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے۔ ان کو بھی چاہیے کہ محض مخالفت برائے مخالفت نہ کریں۔ اور بلوچستان کے مفاد کو پیش نظر رکھیں۔ وزیر خزانہ نے بلوچستان کو اپنا گھر سمجھتے ہوئے

عام آدمیوں کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کرنے کی کوشش کی۔ کیونکہ یہ ہمارا گھر ہے۔ ہم سب بھائی بھائی ہیں۔ اگرچہ بھائیوں کے مابین اختلاف ہوتے ہیں۔ لیکن کوئی بھی اپنے گھر کو خود تباہ نہیں کرتا۔ ہر ایک کو اپنے گھر کی حفاظت کرنی چاہیے (تالیاں) جناب اسپیکر! ایک مرتبہ پھر میں اپنے وزیر خزانہ اور ان کے ساتھ متعلقہ افسروں کو اپنی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جنہوں نے یہ بجٹ بنایا۔ (شکریہ)

مسٹر عبدالغفور بلوچ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
جناب اسپیکر! وزیر اعلیٰ جناب جام میر غلام قادر خان صاحب وزیر خزانہ ہمایوں خان مری صاحب اور معززین اراکین اسمبلی! السلام علیکم! سب سے پہلے میں آپ سب حضرات کو اس پیمانہ صوبے کا متوازن اور عوامی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ ان تمام افسروں کو بھی مبارکباد دیتا ہوں۔ جہاں تک اس بجٹ کا تعلق ہے۔ تو جام صاحب کی حکومت نے اس صوبے کے عوام کا تحفظ کیا۔ یہ بجٹ اس اسمبلی کا دوسرا بجٹ ہے اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ بجٹ اس وقت پیش ہوا۔ جب ملک سے مارشل لا اٹھایا گیا ہے۔ جمہوریت بحال ہو گئی ہے۔ عدلیہ آزاد ہے۔ اور عوام کے بنیادی حقوق بحال ہو چکے ہیں۔

جناب اسپیکر! اس بجٹ کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ اس میں ممبران اسمبلی کی تجاویز کے علاوہ تمام علاقوں کو آبادی کی بنیاد پر نمائندگی دکائی ہے۔ بجٹ کا خیر مقدم کرنے کے بعد میں چند حقائق کی طرف آتا ہوں۔ یہ ایک بین الاقوامی حقیقت ہے کہ کران ڈویژن کو عموماً اور ساحلی علاقہ کو خصوصاً پوری دنیا میں اہمیت حاصل ہے اور یہ بات ایک سے زائد مرتبہ منظر عام پر آچکی ہے کہ دنیا کی بڑی طاقتیں کران کے ساحلی میں دلچسپی رکھتی ہیں۔ اس کی بے شمار وجوہات ہیں۔

جناب والا! خلیج ریاستوں میں تیل کی دریافت کے بعد تو بوجھستان کے ساحل کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔ کیونکہ مغربی یورپ اور جاپان کے تیل بردار اجاز

ہمارے ساحل کے قریب سے گزرنے لگے ہیں۔ دنیا کی تقریباً ایک تہائی آبادی کے لئے
اقتصادی اور معاشی مفادات اس آبی گزرگاہ سے وابستہ ہو گئے ہیں۔ عرب اسرائیل
جنگ کے بعد اور حالیہ ایران عراق جنگ نے اس اہمیت کا مزید ثبوت فراہم کر دیا ہے
علاوہ ازیں افغانستان میں سوشلسٹ انقلاب کے بعد بلوچستان میں بڑی طاقتوں کی
کشکش میں اضافہ ہوا ہے اور نتیجتاً بلوچستان کا طویل ساحل حقیقی معنوں میں خلیج کا
دروازہ بن گیا ہے۔ اس کے باوجود مکران ڈویژن اور خاص طور پر اس کا ساحل پسماندگی
کا شکار ہے۔

جناب اسپیکر! میں اس معزز ایوان کے توسط سے بتانا چاہتا ہوں کہ مکران
ڈویژن کے ساحلی علاقوں کی ترقی اب ہماری قوم کی زندگی کے لئے موت و حیات کا
مسئلہ بن چکا ہے۔ کیونکہ مستقبل میں ہمارے ساحل کو مزید اہمیت حاصل ہو جائے گی
لیکن وہاں نہ تو پختہ سڑک ہے نہ بجلی ہے اور نہ ہی پینے کا پانی وہاں کے لوگوں کو میسر ہے
اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ موجودہ بجٹ جس کی مالیت چھ ارب چودہ کروڑ روپے
ہے۔ صوبے کے تمام گزشتہ بجٹوں سے بڑا ہے۔ اس کے لئے بلوچستان کے ذریعہ اعلیٰ
مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے صوبہ کے پسماندہ عوام کے لئے محدود وسائل کو
اکٹھا کر کے ایک اچھا اور قابل ذکر بجٹ پیش کیا ہے۔

جناب اسپیکر! اس بجٹ میں یونیورسٹی پولیس فورس کے مساوی حقوق
دینے گئے ہیں اور یونیورسٹی فورس کے اکتالیس ہزار ملازمین کو مستقل کر دیا ہے۔ بلاشبہ
یہ اس حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اس کے علاوہ وزیر اعظم کے پانچ
نکاتی پروگرام کو خصوصی اہمیت دیا گیا ہے۔ اور کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ لیکن
میں اس معزز ایوان میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کسی علاقہ کو ترقی دینے کے لیے سڑکوں کی
اہمیت سے کسی کو انکار نہیں۔ لیکن افسوس کہ مکران ڈویژن میں وہاں پر آپ کو ایک
بھی پختہ سڑک نظر نہیں آئے گی۔ گوادر پاکستان کے آخری کونے میں واقع ہے
ہماری مارکیٹ کو اچھی ہے۔ ہم اپنی زندگی کی ضروریات کی ہر چیز کو اچھی سے حاصل
کرتے ہیں۔ وہاں پر سڑک نہ ہونے کی وجہ سے ہم ایک من پیمانہ پچیس روپے

میں کراچی سے خرید کر اسے گوادریپینچا نے پریشانیوں پر خرچ کرتے ہیں۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہاں ضروریات زندگی کی اشیاء پہنچانے کے لئے کتنا خرچ کرنا پڑتا ہے۔ جناب اسپیکر! سفر کرنے کیلئے ہم پہلے آواران اور تربت سے ہوتے ہوئے آتے ہیں۔ ہمارے پاس ساحل سے یاری اوڈھاڑہ روڈ ہے۔ اس پر پہلے بھی حکومت پیسہ خرچ کر چکی ہے۔ سابقہ گورنر بلوچستان رحیم الدین خان اور سابقہ چیف سیکرٹری راجہ احمد خان نے وہاں پینتالیس لاکھ روپے سے روڈ بنایا اور اسے آمدورفت کے لئے کھول دیا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے وہ روڈ چند مہینے کے بعد دوبارہ بند ہو گیا۔ موجودہ حکومت نے پچھلے سال اس روڈ پر تین کروڑ روپے خرچ کئے مگر لیکن ابھی تک وہ نتائج حاصل نہ ہو سکے۔ جن کے ہم طلبگار تھے۔

جناب والا! ہمارا ضرورت یہ ہے کہ اس پر صرف ایک کروڑ روپے خرچ کر کے بھی اس قابل بنا سکتے ہیں کہ ہم اس پر کراچی تک سفر کر سکیں۔ بجائے ۲۷۵ میل سفر کرنے کے جس پر ہمیں تین دن لگتے ہیں۔ اس پر ہم ایک دن میں ۳۰۰ میل گوادریپینچا سکتے ہیں۔ میری ایوان کے توسط سے حکومت بلوچستان سے گزارش ہے کہ اس سال سپیشل فنڈ میں انہوں نے کچھ پیسے رکھے ہیں تو حکومت کو چاہیے کہ وہاں راستے میں جو پہاڑ آتا ہے اس پر لوگوں کو چڑھنا اتارنا مشکل ہوتا ہے اس پہاڑ کو کاٹا جائے تاکہ ہماری گاڑیاں آسانی سے گزر سکیں۔ اور ہم اس روڈ پر سفر کے قابل ہو جائیں۔ اس کے علاوہ بیلا، تربت روڈ پر آواران کے حصے کو پختہ کیا جائے۔ جس سے مکران کے دوسرے علاقوں کو ترقی کی سہولتیں میسر آسکیں

جناب والا! انسانی زندگی کے لئے پانی بہت اہمیت رکھتا ہے اس کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے۔ لیکن میرے حلقہ نیابت میں کچھ ایسے علاقے ہیں۔ جہاں لوگ تیس تیس میل دور سے اونٹوں پر پانی لاتے ہیں اور اس پانی کو مندرجہ میں بند کر کے تالہ لگا کر رکھتے ہیں تاکہ پانی ضائع نہ ہو جائے اس کے لئے انہیں چھپوں گھنٹے سفر کرنا پڑتا ہے کہ ہماری محنت ضائع نہ ہو جائے۔ اسلئے میں حکومت کے ارباب اقتدار سے عرض کرتا ہوں کہ ساحلی علاقے میں پانی کی سکیموں کو زیادہ سے زیادہ ترجیح

دی جائے۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ جیونی جو کہ انگریزوں کے زمانے سے میرین بیس پہلا ہوائی اڈہ تھا وہاں پانی کی سہولتیں نہیں ہیں۔ وہاں کے لئے کچھ نہ کچھ لیا جائے سابقہ حکومت نے ایک پانی کی سکیم کے لئے سر دے کر دیا تھا۔ جسے الکاڑہ ڈیم کہتے ہیں۔ جس پر پندرہ لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ یہ سن دن اور ٹینٹ وغیرہ سب کچھ تیار ہے۔ لیکن بد قسمتی سے اس پر کام اب تک ہو سکا ہے۔

جناب والا! بات یہ ہے کہ ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں کہ ہم اس کو بنائیں۔ یہ رقم ۱۹۸۲ سے بڑھتے بڑھتے دس کروڑ سے سترہ کروڑ تک پہنچ چکی ہے میں اس ایوان کے توسط سے حکومت کے اہلکاران سے درخواست کروں گا کہ اس سال اس ڈیم پر کام شروع کر دیا تاکہ ساحلی علاقوں کے پانی کا مسئلہ حل ہو سکے اور کچھ نہ کچھ عوام اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

جناب اسپیکر! تعلیم کی اہمیت سے کس کو انکار نہیں ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس بچٹ میں تعلیم کی حد میں باؤن کر ڈرڈ پے رکھے گئے ہیں۔ لیکن دو سو پرائمری اسکول اور چار سو مساجد اسکول کھولنے سے ہمارے علاقے کی تعلیمی ضرورت پوری نہیں ہو رہی ہے۔ کیونکہ پچھلے چند سالوں سے ساٹھ پرائمری اسکول جن میں اساتذہ نہ ہونے کی وجہ سے تانے پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے حکومت کو چاہیے کہ ٹیچر مہیا کرے ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ اپنے علاقے سے ٹیچر لگائے جائیں۔ اس بارے میں میں عرض کروں گا کہ ہمارے علاقے میں ٹیچر نہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارہ کار نہیں کہ اسکول کو تالا لگائیں۔ اگر مسجد میں پرائمری اسکول کھولے گئے۔ تو ان کا بھی یہی حال ہوگا۔ اور ٹیچر نہ ہونے کی وجہ سے یہ مسئلہ درپیش ہوگا۔ میری گزارش ہے کہ تعلیم کو عام کرنے کے ساتھ ساتھ تعلیمی پالیسی میں تبدیلی کی جائے۔

جناب والا! گوادر ضلع تعلیمی لحاظ سے بہت پسماندہ ہے۔ اگر ہمیں میٹرک پاس ٹیچر نہیں ملتے تو ہمیں ٹیچر لگانے کی اجازت دی جائے۔ اس میں ہونا یہ چاہیے کہ انہیں مزید دو سال کی رعایت دی جائے کہ وہ میٹرک کر لیں اور ہم ان سکولوں کو چلا سکیں جو بند پڑے ہیں۔ اور اس طرح ہم بچوں کو کم از کم پرائمری سطح تک تعلیم دے سکیں اس

طرح میں یہ بھی عرض کروں گا کہ گوادری میں چھ ہائی سکول ہیں۔ جن کی حاملیوں کی تعداد ایک ہزار سے کم نہیں ہے۔ لیکن پندرہ سال سے ضلع کے لوگ مطالبہ کر رہے ہیں کہ ہمیں ایک انٹرمیڈیٹ کالج دیا جائے۔ لیکن ابھی تک حکومت کی طرف کوئی پیشرفت نہیں ہوئی میں وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ اس سال گورنمنٹ ہائی سکول گوادری میں دو کلاسیں انٹرنیشنل کی لگائی جائیں تاکہ وہاں کے لوگوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہو سکے اور تعلیمی مشہل ہو جائے۔ جناب والا! صحت انسان بھی ایک ہیلٹھی ضرورت ہے۔ اس کی بے حد اہمیت ہے۔ ڈسپنسریاں کھولی جا رہی ہیں۔ ڈسٹرکٹ ہیلتھ یونٹ کھولے جا رہے ہیں۔ میرا ایک مطالبہ یہ ہے کہ گوادری میں سال پہلے سے ضلع بن چکا ہے۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کے لئے ڈسٹریکٹ کے آفس بن چکے ہیں۔ دوسرے دفتر کے عطل آگے ہیں۔ لیکن گوادری کے ہسپتال کے ڈسٹرکٹ ہسپتال کا درجہ کیوں نہیں دیا گیا۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے امید رکھتا ہوں کہ اس کو ڈسٹرکٹ ہسپتال کا درجہ دیا جائے گا۔ جس طرح سے یہاں پر کئی اور صنعتیں لگائی جاتی ہیں ہمارے بلوچستان میں قدرتی نعمت ہیں ملی ہے۔ جسے ہم سمندر کہتے ہیں مکران کا ساحل سمندر کراچی سے حیونی تک ۳۵۰ میل لمبا ہے۔ اس سے دوسری دنیا کے لوگ مثلاً جاپان کوریا وغیرہ کے جہازوں کو اجازت دی جاتی ہے۔ وہ ٹرالیوں کی ٹھیلیاں پکڑتے ہیں اور اپنے علاقے میں لے جاتے ہیں اور اس سے تجارتی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن ہمارے صوبے اور ہمارے ملک نے اس صنعت کے لئے کچھ نہیں کیا۔ بلذا میں گزارش کروں گا کہ وہاں پر فیش ہاربر بنانے کے ساتھ ساتھ منیا پورٹ کا قیام بھی عمل میں لایا جائے۔ اس کے لئے فیش مارکیٹنگ کے لئے فیزیبلیٹی بنانا چاہیے۔ تاکہ ہمارے ماہی گیر جو کچھ سمندر سے حاصل کرتے ہیں۔ اسے صحیح نرخوں پر بیچ سکیں۔ اور اپنا گزارہ آسانی سے کر سکیں۔ فیش ہاربر پر ڈجیٹل پینی جو کہ حکومت بلوچستان چھین کر ڈروپے کے تحت سے شروع کر رہی ہے۔ اس کے لئے میری گزارش یہ ہے کہ اس میں سب کے سب ملازمتوں میں لوکل لوگوں کو ترجیح دی جائے۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ گوادری میں فیش ہاربر پر جو سرورے کا کام ہو رہا ہے۔ میں اس ایوان کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ گزارش کرتا ہوں کہ مرکزی حکومت سے رابطہ قائم رکھیے اور ان

سے یہ کہہ دیں کہ سروے کا کام ۳۰ جون کو مکمل ہو رہا ہے۔ اس کے لئے بھی فزڈ میا کرے تاکہ گوارڈرفش ہاربر مرکزی حکومت کے تعاون سے شروع ہو سکے۔ دوسری بات مٹی پورٹ کا بھی قیام عمل میں لایا جائے۔

جناب والا! ہمارے مکران کا سفر کا واحد ذریعہ ہوائی جہاز ہے جس طرح میرے دوست ناصر بلوچ نے کہا ہے کہ مکران میں اس وقت پانچ ایئر پورٹ ہیں لیکن مکرانیوں کا کسی بھی ڈیپارٹمنٹ میں نام و نشان نہیں ہے۔ لہذا میں وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ مرکزی حکومت کے محکموں اور کارپوریشنوں کو یہ کہہ دیں کہ وہاں پر بیروزگار لوگوں کو یہ حق دیں تاکہ وہ وہاں پر ملازمت بھی کر سکیں۔

جناب والا! گوادر بلوچستان کا واحد بین الاقوامی ہوائی اڈہ ہے وہاں سے ہفتہ میں گلف کے لئے پانچ فلائٹز جاتی ہیں جس سے فوکر فلائٹ پر کافی رش ہوتا ہے۔ وہاں پر ایئر پورٹ کی توسیع نہیں کی گئی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے عرض ہے کہ وہ محکمہ سول ایوی ایشن سے کہیں کہ گوادر کے بین الاقوامی ہوائی اڈے کو اس قابل بنائیں کہ وہاں پر بوئنگ چھ ہزار تر سکیں۔ ٹیلیفون کی ضرورت سے بھی کسی کو انکار نہیں ہے۔ مکران کا کوئی بھی علاقہ اگر ایک مہینہ بھی کوشش کرے ٹیلیفون کے ذریعہ نہیں مل سکے گا جس وقت بھی آپ کال بک کراتے ہیں تو یہی جواب ملتا ہے کہ لائن خراب ہے۔ یہاں پر پوچھا جاتا ہوں کہ کروڑوں روپے خرچ کرنے کے بعد بھی یہ لائن خراب ہے۔ اس کی وجوہات کیا ہیں۔ اس کے متعلق بھی محکمہ ٹیلیفون کو خاص طور پر کہنا چاہیے۔

جناب اسپیکر! آخر میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ گوادر اور مکران کے لئے ایک ٹی وی بوسٹ لگانا چاہیے۔ کیونکہ ہمیں کروڑوں روپے کی لاگت سے یہاں پر ایک ٹی وی کا سٹیشن بنایا گیا ہے کیا یہ صرف کوئٹہ کے لئے ہے اور باقی بلوچستان کے لوگ اس سہولت سے محروم ہیں۔ ان کو بھی کوئی سہولت ملنی چاہیے۔

اس کے ساتھ ہی میں وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کا ایک بار پھر شکریہ ادا

کرتا ہوں۔ جنہوں نے اتنا اچھا بھٹ پیش کیا۔

مسٹر اسپیکر۔ اب مسز قضیدہ عالیانی صاحبہ تقریر فرمائیں گی۔

مسز قضیدہ عالیانی: جناب اسپیکر! معزز اراکین اسمبلی

جیسا کہ روایات میں ہے اس کے مطابق میر ہمایوں لول مرزا وزیر خزانہ کو مبارکباد عرض کرتی ہوں اور یہ کہنا چاہوں گی کہ میرے ان تاثرات کو بجٹ پر تنقید برائے تنقید نہ سمجھا جائے۔ میں جو کچھ بھی یہاں کہوں گی وہ عوام کی خواہشات مرضی اور خیالات کی ترجمانی ہوگی۔ کیونکہ ہمیں عوام ہی نے ووٹ دیے ہیں اور عوام نے ہمیں منتخب کر کے اس اسمبلی میں بھیجا ہے۔

جناب والا! دو چار دن پہلے مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے جو کہ اجازت میں بھی آیا ہے کہ اسی لاکھ روپے کی رقم جو پہلے ہر ایم پی اے کو دی گئی تھی تاکہ وہ اپنے علاقے میں ترقیاتی کام کرا سکیں۔ لیکن اس دفعہ جو لوگ مسلم لیگ میں شامل نہیں ہیں ان سے یہ حق چھین لیا گیا ہے۔ ہم تو یہ سمجھ رہے تھے کہ مارشل لا ختم ہو گیا ہے۔ بنیادی حقوق بحال ہو گئے ہیں۔ اور آئین کے تحت ہر ایم پی اے بلا جبر نہیں چاہے وہ کسی بھی پارٹی سے تعلق رکھتا ہو۔ ان کو یکساں حقوق حاصل ہیں۔ تو یہ تفریق غیر مسلم لیگی ایم پی اے کے ساتھ کیوں برتی جا رہی ہے۔ اور یہ حق کیوں ان سے چھینا جا رہا ہے۔ انتخابات تو ملک میں غیر جماعتی بنیادوں پر کرائے گئے تھے اور پھر پارٹی بنا کر اسمبلی میں اپنی اکثریت قائم کر لی گئی ہے۔ جو ممبران کم تعداد میں ہیں اور مسلم لیگ میں شامل نہیں ہیں ان سے یہ حق چھینا جا رہا ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو آپ دوبارہ انتخابات کرا کر اس ایوان میں آئیں۔ اگر آپ ایسی تفریق پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ایسا غلط نہیں ہے۔ پھر کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہم یہ سمجھیں گے کہ ایک آمرانہ دور ختم ہوا اور اس کے بعد دوسرا آمرانہ دور جمہوریت کا خول لے کر پھر آگیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کی یہ مشینری کتنی نااہل ہے اور یہ ترقیاتی کام نہیں کرا سکتے گی۔ اور اگر یہ کام سو فیصد تک نہیں کرا سکتے ہیں تو تیس فیصدی یا کچھ اس سے زیادہ کر لیتے۔ اس سلسلے میں میری

تجویز ہے کہ جو پیسہ ہمیں ترقیاتی کاموں کے لئے ملتا ہے اور جسے ترقیاتی کاموں پر خرچ ہونا ہے۔ تو ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اس فنڈ کو اس رقم کو پورا خرچ کریں تاکہ یہ بلوچستان جو پیمانہ ہے اس کی ترقی جلد سے جلد ہو سکے۔ اس سلسلے میں حکومت بلوچستان اپنی قابلیت بڑھائے۔ آپ اپنے ہنرمند بڑھائیں۔ آپ اپنے انجینئر بڑھائیں ڈور بڑھائیں آلات بڑھائیں اور یہ کوشش کریں کہ کام اس مدت میں ختم ہو تاکہ یہ پیسے ضائع نہ ہو جائیں اور فنڈز لیمپس نہ ہوں اور اگر یہ رقم بروقت خرچ ہوتی تو عوام کو زیادہ سے زیادہ سہولت میسر ہو سکتی تھی اور اسی طرح کمیونیکیشن اینڈ ورکس ڈیپارٹمنٹ میں بھی یہی ہوتا ہے کہ وہاں پچاس فیصد کام ہوتا ہے اور پچاس فیصد کام نامکمل رہ جاتا ہے۔ اور اب آپ دیکھیں۔ وہ کس تیزی سے کام کر رہے ہیں۔ آپ کو سڑک شہر گھوم بھر کر دیکھ لیں ہر طرف سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں اور راستے بند ہیں۔ فٹ پاتھ جو پچھلے سال بنائے گئے تھے اب توڑ کر وہ پھر بنائے جا رہے ہیں۔ سب سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں۔ کیا ان سے کوئی نیا کام یعنی سڑکیں کے علاقے کی نالیاں نہیں بن سکتی ہیں یا شہر میں جو ضرورت ہے اس پر خرچ کیا جائے کوئی نیا تعمیراتی کام کیا جائے۔

جناب والا! بجٹ کے سلسلے میں عرض کروں گی کہ اس کے ڈیمانڈ اور گرانٹس کو دیکھیں تو یہ بجٹ تقریباً سولہ ارب اور چھ سو کروڑ روپے کا ہے اور اس کے لئے ڈی پی کو دیکھیں۔ جیسا کہ کتابچے میں دیا گیا ہے۔ ۸۶-۱۹۸۵ کے لئے نو سو سولہ کروڑ ہے اور نظر ثانی شدہ بجٹ ۸۶-۱۹۸۵ کے لئے ایک سو سولہ کروڑ اور ۱۹۸۶ کے ۱۹۸۷ کے بجٹ کے اندازے سے ایک سو ستائیس کروڑ ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے سالوں کی نسبت لے ڈی پی کم ہو گیا ہے۔ کیونکہ جب آپ نے ۸۶-۱۹۸۵ کا بجٹ بنا یا تھا۔ بظاہر تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ اس سال اور زیادہ رقم رکھتے کیونکہ اس دفعہ آپ کو ضمنی بجٹ کا سہارا لینا پڑا ہے۔ لہذا جب آپ اس سال کا لے ڈی پی بنا رہے تھے تو اس کو دکن کر لیتے پھر آپ کو ضمنی بجٹ اور دیگر امداد کا سہارا لینا پڑتا۔ اب آپ موجودہ بجٹ اینڈ گرانٹس کو دیکھ لیں تو ٹرانسپورٹ، کمیونیکیشن اور تعلیم، زراعت، بی ڈی لے وغیرہ میں آپ کو بخوبی نظر آئے گا کہ بجٹ کم ہے اور

دوسری طرف آپ کا نان ڈیولپمنٹ بجٹ آپ کے لئے ڈی پی سے زیادہ ہے اور ۶۸۵ کے نظر ثانی شدہ بجٹ سے بھی زیادہ ہے۔ اگر آپ اسے ۱۹۸۵-۸۶ کے بجٹ کو نظر ثانی شدہ بجٹ سے مقابلہ کریں تو اس میں بارہ کروڑ زیادہ خرچ کے۔ ان میں ۹ کروڑ کا تو آپ نے حساب دے دیا ہے۔ یہ انڈیکیشن آف پی وغیرہ میں چلا گیا ہے۔ جو تنخواہیں بڑھ گئی ہیں۔ اس رقم سے اسے پورا کیا گیا ہے۔ لیکن تین کروڑ دوپے کا حساب نہیں ل رہا ہے۔ ظاہر ہے یہ رقم گاڑیوں پر، پیٹرول پر اور کانسٹیبلوں پر خرچ ہوئی ہوگی۔ اور یہ پیسہ ڈنر پارٹیز وغیرہ پر خرچ ہوا ہوگا۔ اور اس سلسلے میں آپ نے یہ خود محسوس کر لیا ہے کہ یہ اخراجات گاڑیوں، ٹیلیفون پر وغیرہ پر غیر ضروری ہیں اور میں اس حکومت کی تائید کرتی ہوں اور انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اس دفعہ طے کر لیا ہے کہ ایسے تیز ضروری اخراجات جو کہ یہ عزیز صوبہ ہے اسے برداشت نہیں کر سکتا ہے۔ انہوں نے اسے خم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

جناب والا! آپ اس دفعہ کے لئے ڈی پی کو دیکھیں تو سیشنل پروگرام کے تحت ۱۸۰ کروڑ ہیں۔ جس سے ایک کروڑ گورنر فنڈ اور ایک کروڑ چیف منسٹر کے ہیں اور ۳۶ کروڑ ایم پی اے کے ترقیاتی سکیموں کے لئے رکھے گئے ہیں اور اگر میں یہ بھول نہیں گئی ہوں۔ اگر بھول گئی ہوں تو آپ کی رہنمائی چاہتی ہوں کہ اس سال بھی گورنر اور چیف منسٹر کے لئے پیسے ہیا کئے گئے تھے۔ لیا اس رقم کی بھی کوئی تفصیل اس ایوان کے سامنے پیش کی جاسکتی ہے۔ اور پچھلے سال جو ایم پی اے کو ترقیاتی فنڈ کے لئے رقم دی گئی تھی۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے میں آج تک کی بات کر رہی ہوں اور اگر آپ کے پاس کلا کوئی حساب آجائے تو میں اس کی بات نہیں کرتی ہوں۔ پچھلے سال ۸۶-۱۹۸۵ میں صرف ۲۰ فیصد رقم خرچ ہو سکی ہے۔ بقایا رقم پھر فنانس ڈیپارٹمنٹ کو چلی گئی ہے۔ جبکہ یہ پیسہ ایم پی اے کو اس لئے دیا گیا تھا کہ وہ اپنے حلقے کے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر سکیں، جب آپ پیسہ وقت پر خرچ نہیں کرتے تو یہ ضائع ہو جاتا ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ میرے بھائیوں غنور بلوچ وغیرہ نے یہاں

(۲۷)
 فرمایا۔ اور وزیر خزانہ نے بھی اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہم نے اس بجٹ میں پرائم منسٹر کے پانچ نکاتی پروگرام کو شامل کیا ہے۔ اس میں ایسی سیکمیں شامل کی گئی ہیں اور ایسے ترقیاتی کام شامل کئے گئے ہیں مثلاً سب سے پہلے میں تعلیم کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گی۔

جناب اسپیکر! غفور بلوچ صاحب اور ناصر بلوچ صاحب نے فرمایا کہ ہر سکول یا چار سو مسجد سکول کھولنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ یا پانچ سو اساتذہ تعینات کر کے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ بجٹ تقریر میں کہا گیا ہے کہ شرح خواندگی تھوڑی سا حد تک کم ہے اور خصوصاً خواتین میں تو یہ شرح ایک فیصد سے بھی کم ہے میں نے اس معزز ایوان میں خواتین میں خواندگی کی شرح زیادہ کرنے کیلئے ایک تجویز پیش کی تھی اور وزیر اعلیٰ صاحب نے اس پر عملدرآمد کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر اس تجویز پر عملدرآمد کیا گیا۔ تو ہم اس صوبہ میں اپنی شرح خواندگی اگلے دس سال میں بڑھا کر ۲۰ فیصد کر لیں گے۔ جبکہ اس وقت یہ شرح ایک فیصد سے بھی کم ہے

جناب والا! اس کے علاوہ بجٹ میں پبلک سکول اور ماڈل سکول کھولنے کا ذکر کیا گیا ہے کہ خضدار میں ماڈل اسکول قائم کیا جائے گا۔ یہ نہیں بتلایا گیا کہ اس سکول میں داخلہ کس بنیاد پر ہوگا۔ ماڈل سکول کس طبقہ کے لئے بنایا جا رہا ہے۔ کیونکہ ہماری خواہش ہے کہ ایسے سکول بنائے جائیں جن میں عام بچوں کو داخلے میں۔ جبکہ ماڈل اسکولوں میں عام اور غریب لوگوں کے بچے داخلے حاصل نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ وزیر اعظم کے پانچ نکاتی پروگرام میں کہا گیا ہے کہ ایسے معیاری پرائمری اسکول کھولے جائیں گے۔ جن کے ساتھ اساتذہ کے لئے رہائشی سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔ لیکن آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اس بجٹ میں اساتذہ کے لئے ایسی کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی اور مزید یہ کہ ہر سکول کے لئے ساڑھے سات ہزار روپے فی اسکول کا کرایہ دیا گیا ہے یہ سب کچھ نا کافی ہے۔

جناب اسپیکر! میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا بلوچستان اب بھی اسی حال میں تعلیم حاصل کر رہے گا۔ جیسا کہ وہ ہمیشہ حاصل کرتا رہا ہے؟

جناب والا! یہ اور دور ہے۔ ہمیں بھی معیاری اسکول درکار ہیں۔ ہمیں بھی اساتذہ کے لئے رہائشی سہولتیں چاہئیں۔ اس کے علاوہ ہمیں ٹیکنیکل تعلیم کو بھی ترقی دینا ہے لیکن اس کے لئے کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا اور توجہ نہیں دی گئی یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ ضلعی اور ڈویژنل سطح پر ٹیکنیکل اسکول اور ادارے کھولیں۔ کوئٹہ کا پولی ٹیکنک کالج ہماری ضروریات کے مطابق نہیں

اس کے لئے زیادہ سے زیادہ رقم رکھنی چاہیے۔ کیونکہ یہ بلوچستان کے عوام کی فنی تعلیم کے مفاد میں ہے تاکہ یہاں کی صنعتوں میں صوبے کے لوگ ہی آگے آئیں، آپ تو بلوچستان کو صنعتی صوبہ بنانا چاہتے ہیں، اس طرح آپ کے پاس اپنے ہی فنی ماہرین دستیاب ہوں گے، لہذا آپ کو یہاں ٹیکنیکل افراد تیار کرنا چاہیے تاکہ بلوچستان کی صنعتوں کے لئے باہر سے آدمی نہ منگوانے پڑیں یعنی

We can't see a direction towards accelerated programme for education which we want to achieve and raise our literacy rate for that purpose.

جناب والا! اس کے علاوہ آپ نے اپنی اے ڈی پی میں وزیر اعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت سات مرلہ سکیم کا ذکر نہیں کیا اس سے بلوچستان کے عوام کی حق تلفی ہوئی ہے آپ نے عوام کی ہاؤسنگ سکیم کے لئے کچھ نہیں رکھا۔ جبکہ چیف منسٹر، منسٹر اور اسپیکر ایکسپنڈیٹو اور دیگر لوگوں کے لئے گھر بن رہے ہیں۔ لیکن عوام کے لئے کوئی ہاؤسنگ سکیم نہیں۔ سات مرلہ سکیم کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا اور اس مد میں کچھ نہیں رکھا گیا۔ البتہ ایک کروڑ روپیہ کچی آبادیوں کے لئے رکھا ہے۔ جناب والا! صرف کونٹہ ہی میں کچی آبادیاں نہیں بلکہ صوبے کے دیگر علاقوں میں بھی ہیں۔ کونٹہ میں رخشاں ہاؤسنگ کے لئے پلاننگ اور الاٹمنٹ کر دی گئی ہے لیکن اس کی فیزا بیلٹی کے لئے پیسہ رکھا گیا ہے اور مزید کچھ نہیں کیا گیا۔ اس کے علاوہ ایک سو پچیس روپے زرغون ہاؤسنگ سکیم کے لئے ہے۔ سیٹلائٹ ٹاؤن کے بس اڈہ اور مارکیٹ کے لئے کتنی رقم رکھی ہے؟ کیا اس کا بڑیک اپ بتانا مناسب سمجھیں گے کہ آپ نے ہاؤسنگ سکیم کے لئے کتنا رکھا ہے اور بس اڈہ اور مارکیٹ کے لئے کس قدر رکھا ہے۔؟

جناب والا! جیسا میرے بھائی نے ابھی ذکر کیا کہ آپ ایک چھوٹی ٹاؤن شپ سکیم بسی، گوادرا اور لورالائی وغیرہ کے لئے بنائیں، لیکن اس کے برعکس آپ چھوٹے چھوٹے شہروں میں ہاؤس رینٹ اور پراپرٹی ٹیکس وغیرہ حاصل کر رہے ہیں۔ ایکسٹنڈیٹو اور لوکل گورنمنٹ کے محکمے یہ ٹیکس لیتے ہیں۔ کیا آپ اس پر نظر ثانی کریں گے؟ آپ کیونکر ٹیکس لگا سکتے ہیں۔ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ وہ چھوٹے شہروں میں بھی ٹیکس لاگو کرنے کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔ لیکن کیا وہاں آپ نے لوگوں کو عام شہری سہولیات ابھی تک فراہم کی ہیں؟

جناب والا! جہاں تک لیونڈ کا تعلق ہے۔ جس کو آپ نے متقل کر دیا ہے

یہ عمل بڑا اچھا ہے کہ ان کو پولیس کے برابر لایا گیا ہے۔ یہ ایک اچھی اور قابل فورس ہے اسے یہاں کے لوگوں کا اعتماد حاصل ہے۔ لیکن سوال ہے کہ ان کی ریگولیشن کس طرح ہوگی۔ کیونکہ ان کو آپ نے ریگولر تو کر دیا ہے۔ کیا یہ پولیس کے ماتحت ہوں گے؟ میری تجویز ہے کہ برائے مہربانی ان کی قبائلی ذمہ داری اور ساکھ کو ختم مت کیجئے گا۔ کیونکہ قبائلی حیثیت ان کے لئے لازم و ملزوم ہے۔ انہوں نے کہا اگر ضلعی اور ڈویژن کی سطح پر یا صوبائی بنیادوں پر ان کے سربراہ پولیس کے افراد ہوں گے تو وہ اپنی تمام مراعات سے دستبردار ہو جائیں گے۔ اس لئے میری التماس ہے کہ اس پہلو پر غور کیا جائے۔

جناب والا! آپ نے پنشن کی پریسٹیج بڑھادی ہے۔ اگرچہ یہ ایک اچھا قدم ہے لیکن دوران ملازمت سرکاری ملازمین کو الاؤنس ملتے ہیں۔ لیکن بعد از ریٹائرمنٹ یہ مراعات انہیں حاصل نہیں ہوتی اور صرف پنشن ہی ملتی ہے۔

جناب والا! کیا پنشن کو ایک مہذب زندگی گزارنے کے قابل بنانے کے لئے حکومت ان کو بعد از ریٹائرمنٹ مختلف مراعات مثلاً "میڈیکل، ہاؤس رینٹ وغیرہ دینے کے بارے میں سوچے گی اور اس امر کا جائزہ لے گی۔؟

جناب اسپیکر! یہاں پر بیسک ہیلتھ یونٹ کا ذکر کیا۔ یہ پرائمری ملٹری کے پروگرام کا جزو ہے۔ جناب والا! رورل ڈیولپمنٹ پروگرام کے تحت آپ نے صرف ۵۰ لاکھ روپے بیسک ہیلتھ یونٹ کے لئے رکھے ہیں۔ جن کی تعداد سترہ ہے۔ ۵۰ لاکھ روپے ان کے لئے کم ہیں جبکہ ایک بیسک ہیلتھ یونٹ پر سات لاکھ روپے کا خرچ آئے گا۔ تو اس رقم سے سترہ بیسک ہیلتھ یونٹ کو کیسے پورا کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے مزید فنڈز ہونے چاہئیں۔ موجودہ بجٹ کے تحت تو تقریباً سات بیسک ہیلتھ یونٹ بن گئے ہیں۔ اس میں ڈاڈائیاں بھی ہیں اور دیگر سامان بھی ہے۔ میں جناب سے دریافت کروں گی کہ اس بارے میں کیا کارروائی کریں گے۔ اس کے علاوہ بڑے بڑے شہروں میں ہسپتال جو ہیں۔ آپ نے ان کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس بارے میں میں آپ کو یہ بتانا ضروری سمجھوں گی کہ ان ہسپتالوں میں علاج معالجے کے لئے بہت مشکلات کا سامنا ہے۔ ڈاکٹرز اور دوسری سہولتیں عوام کو مہیا نہیں ہو رہی ہیں۔ ادویات کا بھی یہی حال

ہے۔ جب آپ نے کہا کہ ہسپتالوں میں ڈبل شفٹ اور ادنیٰ ڈی کا سلسلہ جاری ہوگا تو میں آپ سے پوچھوں گی کہ آپ کے پاس اتنے ڈاکٹر ہیں جو پریسکپشن (نسخہ) تبدیل کر سکیں۔ نئے ڈاکٹر کام نہیں کر سکتے ہیں۔ کیا آپ کے پاس اتنے ڈاکٹر ہیں۔ ۹ اور پھر ان بڑے بڑے ڈاکٹروں کا کیا بنے گا۔ جو صبح کو سرکاری ہسپتالوں میں کام کرتے ہیں اور شام کو اپنا کلینک چلاتے ہیں تو کیا وہ شام کو آکر ہسپتالوں میں کام کریں گے۔ یہ تو ان کی روزی کا مسئلہ ہے۔

جناب والا! پرائم منسٹر کے پروگرام کے تحت ۱۵۳ یونینوں کو نسلوں کو بھی ملانا ہے۔ ان میں قلات مکران کو بھی ایک دوسرے سے ملانا ہے۔ آپ نے ویلج روڈ بھی بنا لیا ہے۔ اور ان میں اس گاؤں کو چار سال کے عرصے میں ملانے کا پروگرام بنایا ہے۔ جس کے لئے آپ کے ستر اسی کروڑ روپے صرف ہو جائیں گے۔ جبکہ آپ کے اے ڈی پی میں ویلج روڈ کے لئے ایک پیسہ بھی نہیں رکھا گیا۔ اگر آپ کہیں کہ کمیونیکیشن کے لئے رقم رکھی گئی ہے تو خیاب وہ تو ہائی وے کے لئے ہے۔ اس سے بڑے بڑے روڈ کی دیکھ بھال ہوگی۔

ہمارے ہاں بجلی کا بھی یہی مسئلہ ہے۔ کل وزیر موصوف صاحب نے یہ فرمایا کہ آپ اپنی تھما دیز دیں اور ان میں پانچ ایسے گاؤں کے نام دیں جو گیارہ سو کے دی کے فاصلے پر ہوں۔

جناب والا! آپ ہمیں بتائیے خاران کا کیا ہوگا۔ مکران کا کیا ہوگا۔ کیا وہ اندھیرے ہی میں رہیں گے۔ جبکہ آپ نے ۱۲ سو سے تیرہ سو گاؤں کی electrification کر رہا ہے۔ جبکہ آپ نے ۲۲ گاؤں کا پلان بنایا ہے۔

جناب والا! ایک اور اہم بات جو آج کل چل رہی ہے۔ وہ لوکل اور ڈسٹریکٹل کی ہے۔ اس پر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اگر آپ میری تجویز پر غور کریں تو پراجیکٹ پارٹیشن رولز کا مطالعہ کیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ جو شہری پچھپوں سال سے مستقل طور پر بلوچستان میں رہ رہے ہیں تو انہیں ڈومیسائل کا درجہ دیا جائے۔ لیکن اب تو یہ ہونے لگا ہے کہ کوئی آرٹھ آفیسر یہاں آیا اور یہاں پر ایکسین وغیرہ یا کچھ اور تعینات ہوا۔ وہ دو چار سال رکھنے کے بعد ڈومیسائل سٹیٹن شپ حاصل کرتا ہے اور اس طرح وہ بلوچستان کے طلباء کا حق مارتا ہے۔ اور یہاں کی میڈیکل اور پری میڈیکل سٹیٹس بھی قابل سوچاتا ہے۔

جناب والا! یہاں کے لوگ نظر انداز ہو رہے ہیں۔ یہاں پر جو سیکلز کافی عرصہ سے رہ رہے ہیں۔ ان کی بھی حق تلفی ہو رہی ہے۔ جناب والا! اس مسئلے پر بھی آپ غور کریں اس کا کچھ مطالعہ کریں۔ ہو سکتا ہے اس مسئلے پر آپ کی رہنمائی ہو

مسٹر اسپیکر۔ فضیلہ عالیانی صاحبہ! آپ اپنی تقریر مختصر کرنے کی کوشش فرمائی ہیں؟

مسز فضیلہ عالیانی۔ جناب والا! بجٹ میں یہ بھی دکھا گیا کہ لائینڈ آرڈر پر بہت پیسہ ڈیپنٹ اور نان ڈیپنٹ کے مدوں میں رکھا گیا ہے۔ لیکن یہ افسوس کا مقام ہے کہ کانگرس میں ایک گروپ سٹیشن پور راکٹ لاپچر سے اڑا دیا گیا، کبھی بم بلاسٹ ہو رہے ہیں کبھی چین ریوے لائن پر بم بلاسٹ ہو رہا ہے۔ کبھی ڈکیتیاں ہو رہی ہیں چوریا ہو رہی ہے میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ لائینڈ آرڈر قائم کرنے والے کو کیا رہے ہیں، کیا مجھے ان کے اعداد و شمار مل سکتے ہیں کہ اس دفعہ کتنے کیس رجسٹر ہوئے اور اگر کوئی سرکاری افسر اس کی زد میں آیا ہے تو اس کے گریڈ کے متعلق کچھ بتایا جائے۔

جناب والا! جہاں تک پینے کے پانی کا تعلق ہے تو بیاض ۹۰ فیصد لوگوں کو پینے کا پانی مہیا کرے گی۔ لیکن جناب ۱۹۸۶ آچکا ہے۔ انہوں نے جو اپنا ٹارگٹ پورا کرنا تھا جس میں ۱۶ اضلاع کو پانی مہیا کرنا تھا۔ جبکہ انہوں نے چار اضلاع کو پانی مہیا کیا ہے۔ اس میں بھی ان کے اسی فیصد ٹیوب دیلنا کام رہے ہیں۔ نوشہرہ والی صاحب آپ اس سلسلے میں حکومت سے مدد مانگیں گے۔ جناب جہاں پر سماجی بہبود کا ذکر کیا ہے۔ وہاں زکوٰۃ اور عشر کیا ہے۔ میں یہ کہوں گی وہاں زکوٰۃ پراونشل کمیٹیوں کی میٹنگ میں تاخیر ہو رہی ہے میرا یہ فرض ہے کہ میں یہ بتاؤں جو پیسے کونسل کے پاس ہیں ان کی تقسیم رکھی ہوئی ہے۔ جو لوگ مستحقین ہیں۔ بیوہ اور یتیم ہیں کیا آپ یہ بتائیں گے کہ زکوٰۃ پراونشل کونسل کے چیئرمین جو ایک جج ہوتا ہے اس کی تقرری ابھی تک نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ سے پیسے تقسیم نہیں کئے گئے۔ آپ نے جہاں نئے ڈسٹریکٹ بنانے کا اعلان کیا ہے یہ درست اور لوگوں کی خواہشات کے مطابق ہے۔ آپ نے نئے ڈسٹریکٹ کا اعلان کیا تو میں یہ کہوں گی کہ آپ یہ بھی دیکھ لیجئے گا کہ اب انتظامیہ پر بھی بڑا بوجھ اس کا پڑے گا

اس سلسلے میں کیا آپ نے پادرز کے بارے میں بھی سوچا۔ کیا پاور سنٹر لائیز نہیں ہوں گے کیا اب تک بجائے ڈوئیزن کے منسٹر سہا یہاں بیٹھ کر مختلف گریڈ کی تقرریاں خود کر سکیں گے، میں یہ کہوں گی کہ آپ بھی ڈی سنٹر لائیز پاور کے متعلق کچھ سوچ لیجئے۔

انڈسٹریز کے متعلق بھی یہاں کہا گیا ہے۔ وزیر موصوف نے بڑی بڑی انڈسٹریز کا معائنہ کیا۔ کیا آپ مجھے ایک لسٹ ہمیا کر سکتے ہیں کہ جس سے مجھے یہ بتا سکیں کہ بلوچستان کی کون کونسی بڑی انڈسٹریز ہیں۔ اور اس کے علاوہ کونسی انڈسٹریز حکومت کے زیر غور ہیں انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کیا جائے گا۔ کیونکہ ہمیں بلوچستان کو انڈسٹریل لائیز کرنا ہے۔ اس پر ہمیں بہت کام کرنا ہے۔ اس کے علاوہ زراعت پر بھی نظر دوڑانا ہوگی۔ بہر حال کچھ وہاں کام ہو رہا ہے۔ لیکن عوام کو یہ تاثر دیا جا رہا ہے اور اندرونی کویا اور ڈیے جا رہے ہیں۔ اور فنکشنز وغیرہ منعقد کئے جا رہے ہیں۔ جناب منسٹر سیکرٹری کو ایوارڈ دے رہے ہیں۔ بیروز عی صوبہ ہے اور ہمیں زراعت کو مزید ترقی دینے کے لئے کام کرنا ہے۔

جناب والا! جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ ہمارے کلرک صاحبان ہیں ان کے مسائل ہم بہت جلدی حل کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے اساتذہ کے اطمینان کے لئے ٹیچرز فائونڈیشن کا بھی اعلان فرمایا ہے، جس زمانے میں کلرکوں کی ہڑتال تھی اور کلرک سیکرٹریٹ کے سامنے نو بجے سے گیارہ بجے تک بیٹھے رہتے تھے۔ پولیس ان کے لئے وہاں تین کتے لاتی تھی جو کہ صورتی حکومت نے ابھی ہی خریدے ہیں۔ اور وہ تین گھنٹوں تک ان کتوں کو وہاں رکھتے تھے۔ اس کے بعد شاید انہوں نے محسوس کیا کہ انہیں کہ مجرم نہیں ہیں۔ یہ تو عزیز ہیں۔ بے چارے کم تنخواہ دار ملازم ہیں۔ یہ اپنے حق کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اگر انہوں نے ہڑتال کی ہے تو اپنے حقوق کے لئے کی ہے۔ پھر معلوم نہیں ان کو کیسے خیال آیا کہ انہوں نے کتوں کو وہاں سے کوٹھار یا میں نے سنا ہے اور میرے علم میں آیا ہے کہ ایک کتے کی قیمت ساٹھ ہزار روپے ہے اور پھر اس کے لئے گاڑ کا اور گاڑ کا کے لئے ڈرائیور اس کے لئے کھانا پینا اور میڈیکل وغیرہ سب کچھ شامل ہے۔

جناب والا! میں اس ایوان کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہوں گی اور امید کروں گی اور جیسا کہ وزیر خزانہ کی تقریر میں آخر میں لکھا گیا ہے کہ انشاء اللہ یہ صوبہ ترقی کرے گا۔ آگے

(۵۳)
 بڑھے گا۔ یہاں جمہوریت قائم رہے گی۔ اور پانا پر بنیادی حقوق کی حفاظت کی جائے گی میں
 امید کرتی ہوں کہ یہ صرف نفاذی ہی نہ ہوگی۔ ان کے لپنے کے مطابق تو تی ہوگی رادر عوام کی خواہش
 اور اسگوں کے مطابق یہاں کام ہوگا چیا ہے کوئی کس طبقے سے تعلق رکھتا ہو۔ چاہے کوئی کچھ
 بھی ہو۔ سب کے ساتھ یکساں انصاف ہوگا۔ تاکہ یہ صوبہ اد ریہ ہاؤس اپنی روایات قائم کر کے ایک
 اچھی مثال قائم کرے۔ شکر ہے

مسٹر اسپیکر :- مسٹر ارجن داس بگٹی۔

مسٹر ارجن داس بگٹی :- جناب اسپیکر صاحب! جناب وزیر اعلیٰ بلوچستان، وزیر ادرام اور

موزمیران اسمبلی! آداب!

ہمارے لئے یہ ایک فخریہ احساس ہے کہ ہم ایک منتخب جمہوری دور سے گزر رہے
 ہیں۔ سو بے کے ہر طبقے کا منتخب ممبر اس وقت اس مقدس ایوان میں موجود ہے۔ یہ موزمیران ہاؤس
 عوام کی جنہوں نے ہمیں اپنی حمایت دے کر اس اعزاز کا کر میوں پر بٹھایا ہے۔ اس وقت اس
 ایوان کے باہر ہماری عوام کی امیدیں، انگلیں ہمارے ساتھ وابستہ ہیں۔ جبکہ یہ طلب اور انگلیں
 ہمارے اپنی ہی عوام سے متعلق ہیں تو ہمیں اس کو نظر عقیدت سے دیکھنا ہے۔ ان کی صحیح طلب
 اور ڈیمانڈ کی تکمیل پذیرائی ہی ایک صحیح جمہوری دور کی عمارت کرتی ہے۔ جو ہمارا فرض مقدس اور
 فرض اولین ہے۔ خدا کرے کہ ہم ان کی طلب اور جائز مطالبات کو سمجھیں اور ان کو پورا کرنے میں
 مدد و معاون بن سکیں۔ اس معاہدے میں ہمارا ایک مقدس فرض پورا ہوتا ہے اور ایک فرض جو
 اللہ کی طرف سے ہم پر عائد ہوتا ہے۔ یہ ایک سعادت اور فریضہ ہے۔

جناب والا! ہم نے یہاں بیٹھ کر عوام کی مناسب تکالیف کا حل سوچنا ہے۔ ان

کو خوشیاں اور راحتیں دینی ہیں۔ ان کو باعزت و دو وقت کی درٹی مہیا کرتی ہے ان کے لئے باوقت
 ذریعہ معاش مہیا کرنا ہے۔ ان کو عزت جیسی تکلیف سے بچانا ہے۔ جمہوری دور کی قدریں
 ہمیشہ عوامی خواہشات اور احساسات کے ساتھ منسک رہتی ہیں۔ جمہوریت عوامی ذہنوں کی
 آزادی اور سوچ کا نام ہے۔ بجٹ جو ہر جمہوری دور کی قدر مشترک کا احساس دلاتا ہے ایک

مناسب اور صحیح بجٹ ہی ہماری محرومیوں کا ازالہ کرتا ہے۔ ہمیں وہ کچھ دیتا ہے جو ہم چاہتے ہیں
 حالیہ بجٹ میں بھی کچھ تاخیرات ہیں احساس محرومی کا شکار کرتے ہیں۔ یہ دوست ہے کہ روش
 پیسوں کے ساتھ ساتھ اس بجٹ میں مکران، چاغی، ڈیرہ گنجان، میرانی اور اس طرح کے دوسرے
 علاقوں کو بھی نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ عوام کو اپنے مسائل کا حل چاہیے۔ بلوچستان اقتصادی طور پر
 اب تک پیچھے ہے۔ اس میں اب تک کاتی ترقیاں مطلوب ہیں۔ پسینی میں پھلی بندر کا منصوبہ
 زیر تکمیل ہے۔ جب کہ اب تک اس منصوبے کا کام مکمل نہیں ہوا ہے۔ جو دہاں کی بڑی ضرورت
 ہے۔ صوبے کے بڑے منصوبے سینڈک اور میرانی ڈیم ہیں۔ جو اپنے ساتھ ایک کام کروانے کی
 طلب رکھتے ہیں۔ کام نہ ہونے کا کیا سبب ہے۔ صوبے کی ملیں بند پڑی ہیں یا بند کی جا رہی
 ہیں یہ کیوں؟

عالیجاہ ہیں اقتدار کو اپنی ذاتی آسودگی سے پاک صاف رکھنا چاہیے۔ لاکھوں
 روپوں کی کاروں کی بجائے پرانی گاڑیوں سے بھی کام لیا جاسکتا ہے۔ عالیشان بنگلوں میں رہنے
 بخر بھی خدمت ہو سکتی ہے۔

جناب اسپیکر! ان تمام باتوں کے علاوہ یہ احساس بھی میرے لئے اذیت کن
 ہے کہ اس بجٹ میں صوبہ بلوچستان کی اقلیتوں کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ کچھ رقم نہیں رکھی
 گئی۔ حالانکہ ہمارا بھی طلبیں ہیں، ہمیں بھی معاشرتی، ثقافتی اور تہذیبی سماجی اور بود و باش
 میں ترقیاں مطلوب ہیں۔ اس گنجان آبادی کے روز افزوں دور میں ہمیں رہائشی کالیف کا ازالہ
 کرنا ہے۔ ہمیں ہاؤسنگ سکیمات کے لئے امداد مطلوب ہے۔ ہم بھی اس ملک کا حصہ ہیں جبکہ
 ہماری وفاداریاں اس ملک سے ہیں جو میرے لئے ایک فخریہ احساس ہے۔ تاہم یہاں میرے
 لئے یہ بات بھی قابل فخر ہے کہ ہم اقلیتی مجروں کو بھی باقی معزز مجروں کی طرح اسی اسی لاکھ کی
 سکیمات کی تجویز کا حق دیا گیا ہے۔ جس پر کام مکمل صورت میں ہو رہا ہے۔

جناب دالا! میں آخر میں دعا کرتا ہوں کہ محرومیوں کا بھی ازالہ ہو اور خدا کرے
 جمہوریت ہمارا مقدر ہو اور خدا کرے کہ ہم اپنے اس ملک کی اور صوبے کی ترقی میں دن
 رات کوشاں رہیں۔ آمین۔ شکر یہ

مس پر می گل آغا: جناب اسپیکر! میں بھی تقریر کرنا چاہتی ہوں۔ آپ مجھے صرف پانچ منٹ دے دیں میں ضرور تقریر کروں گی چاہے ریکارڈ ہو یا نہ ہو۔

مسٹر اسپیکر: بجلی نہیں ہے آپ کی تقریر ریکارڈ نہیں ہوگی۔ آپ بعد میں تقریر کر لیں۔ آپ کو وقت دیا جائے گا۔ آپ ہاؤس کے ڈیکورم کا خیال رکھیں اور تشریف رکھیں آپ ڈیکورم کا خیال نہیں رکھیں گی تو کون رکھے گا۔؟

مس پر می گل آغا: نہیں جناب کچھ بھی ہو میں تقریر ضرور کروں گی۔ آپ مجھے صرف پانچ منٹ دے دیں۔ تاکہ میں اپنی تقریر شروع کروں۔

مسٹر اسپیکر: اگر آپ کو تقریر کرنی ہے تو کریں۔ مگر ریکارڈ نہیں ہوگی کیونکہ بجلی نہیں ہے۔ آپ اپنی تقریر کھ کر لیں۔

مس پر می گل آغا: مجھے ریکارڈ کی ضرورت نہیں ہے۔ بجلی کے بغیر بھی میں تقریر کر سکتی ہوں۔ آپ مجھے اجازت دیں۔

مسٹر اسپیکر: اچھا آپ تقریر کریں مگر مختصر کریں بجلی نہیں ہے۔

مس پر می گل آغا: جناب والا! میں یہ تینا چاہتی ہو کہ خاتون رکن صرف اپنی ذاتی پلسٹی چاہتی ہیں۔ ان کو اخبارات میں تصویر نکلوانے کا شوق ہے اور یہ معلوم ہو کہ انہوں نے عوام کی بات کی ہے۔ یہ سب کچھ جعلی ہے۔ ان کا مقصد صرف عوام کو آکسانا اور بلوچستان میں آگ لگانا ہے۔ تاکہ یہاں ہنگامہ ہو۔

جناب اسپیکر! بلوچستان کی حکومت نے اسمبلی کے ہر رکن کو ۸۰ لاکھ روپے

دیئے تھے۔ آپ یقین کریں انہوں نے صرف ایک پرائیویٹ سکول بنایا ہے۔

مسٹر اسپیکر! یہ وزیر خزانہ کا کام ہے کہ وہ اس کا جواب دیں مہربانی فرما کر آپ غیر متعلقہ باتیں نہ کریں۔

~~.....~~ **وزیر تعلیم** جناب والا! وہ صرف عوام کو بتانا چاہتی ہیں کہ میں نے آپ کے مفاد کے لئے اسمبلی میں یہ کہا وہ کہا، جبکہ وہ اپنے سکول میں ڈیڑھ سو روپے فیس وصول کرتی ہیں۔ انہوں نے بزنس بنا رکھا ہے اور دوسری طرف وہ غریبوں کی بات کرتی ہیں۔

میر ہمایوں خان مری (وزیر خزانہ)

(انگریزی میں) جناب اسپیکر! ہمیں کسی کی ذاتیات کے بارے میں نہیں بولنا چاہیے۔

وزیر تعلیم: جناب اسپیکر نے مجھے تقریر کرنے کی اجازت دیا ہے۔ انہوں نے مجھے پانچ منٹ دیئے ہیں۔ میں اپنے خیالات کا اظہار ضرور کروں گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ خاتون پارلیمینٹ پلاننگ ڈیپارٹمنٹ کی گاڑی گزشتہ پانچ سال سے استعمال کر رہی ہیں اس کے پٹرول کارڈ بتا سکتی ہوں۔

مسٹر اسپیکر: میں آپ سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ آپ کو پرسنل نہیں ہونا چاہیے

وزیر تعلیم: جناب والا! یہ تو جام صاحب کا کارنامہ ہے کہ اتنے ترقیاتی کام ہو رہے ہیں۔ میں یہاں بیٹھی ہوں تعلیم میرا محکمہ ہے۔ یہ میرا ادارہ ہے۔ میرا فرض ہے کہ اس کو دیکھوں کیا میں مرگئی ہوں (تالیاں)

جناب والا! جب خاتون رکن پیپلز پارٹی اور نیپ میں تھیں۔ میں پوچھنا چاہتی

ہوں۔ انہوں نے وزیر تعلیم کی حیثیت سے اساتذہ کیلئے کیا کیا۔ انہوں نے عوام کے لئے کیا کیا۔ ۹۔ بلکہ انہوں نے بلوچ سٹریٹ میں صرف ایک پرائیویٹ سکول وہ بھی سرکاری بلڈنگ میں بنایا۔ اب چونکہ وہ جام صاحب کی حکومت سے باہر ہیں اور منسٹر بننا چاہتی ہیں اس لئے مخالفت برائے مخالفت کر رہی ہیں۔

جناب والا! یہ ہماری اسمبلی ہے۔ ہم عوام کے نمائندے ہیں۔ بلوچستان کا ہر دکھ ہمارا اپنا دکھ ہے۔ تعلیم کا محکمہ میرا ہے میں اس کا ذمہ دار ہوں (تائیاں)

مسٹر اسپیکر: مس پری گل! آپ ذاتی جملہ مت کریں اور مہربانی فرما کر اپنی تقریر ختم کر لیں بجلی نہیں ہے۔ گرمی زیادہ ہے اور آپ غیر متعلقہ باتیں کرنے سے گریز کریں۔

وزیر تعلیم: جناب والا! خاتون عوام کو اکسا نا چاہتی ہیں۔ اور گڑبڑ پھیلانا چاہتی ہیں۔ لیکن ہمارا فرض ہے کہ عوام دشمنوں کے کہنے پر نہ جائیں۔ جناب والا! یہ بلوچستان کے دوست نہیں ہیں۔ بلکہ یہ کسی شرانگیز گروپ کی لیڈر ہیں (شکرہ)

مسٹر اسپیکر: اجلاس مورخہ ۲۱ جون ۱۹۸۶ صبح دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ جو حضرات تقریر کرنا چاہیں۔ اپنے نام اسمبلی سیکرٹریٹ میں دے دیں۔ شکرہ (دو پہر بلوچ بکمر نپدرہ منٹ پر اجلاس مورخہ ۲۱ جون ۱۹۸۶ صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا ہے)

